

172510

1941 12-25

With - AASAP - E - GHALIB.

creator - MIRATTIBA SAZI Abdul Raheed

Publisher - K.A.

Date - 1949

Pages - 68.

Subjects - Ghazals - Tareeqat; Ghazbiyat
Tehzeeb.

زنده دارد مرد را آثار مرد
بوی گل باقیست چوین گرد و گلاب
(نظیری)

آثار غالب

مستبش



قاسمی عبد الوود

یہ کتاب جناب ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کو نام معنون کیجاتی ہو

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U72510

فہرست

فہرست	حصہ اول
۱۰۔ نقشہ قاطع برہان	۱۔ اردو نثر:
۱۱۔ نقشہ سفر نگاہ و ساتیر	۱۔ دیباچہ لطائف غیبی
۱۲۔ نقشہ ریاضی کث	۲۔ دیباچہ تیغ تیز
۱۳۔ فارسی نظم:	۳۔ ایک استقار ۷۲۵۱۰
۱۴۔ نامہ منظوم بنام جوہر	۴۔ مکتوب اردو
۱۵۔ تین معجز	۵۔ دو فارسی شعروں کے مطالب
۱۶۔ رباعی	۶۔ اردو نظم:
۱۷۔ سرودیات	۷۔ اشتہار پنج آہنگ
۱۸۔ حصہ دوم	۸۔ غزل اردو
۱۹۔ خطوط فارسی:	۹۔ ہیچ سعادت علی
	۱۰۔ سرودیات

عرض حال

آٹا بر غالب کا بہت بڑا حصہ یا تو قلمی کتابوں سے لیا گیا ہے، یا ایسی بظہرات سے جو عام دست رس سے باہر ہیں اس سے جو چیزیں متعلق ہیں ان کو شمول کی وجہ اپنی اپنی جگہ پر بیان کی جائے گی۔
فارسی خطوط حکیم حبیب الرحمن مرحوم کے کتبستان کی کو ایک قلمی مجموعہ سے ماخوذ ہیں۔ حکیم صاحب اُردو کو اچھو انشا پر دوا اور زبردست حامی تھے۔ علمی خدمات بھی انھوں نے کم نہ کی تھی۔ اس کا اندازہ ان کو سا رنامہ حیات ثلاثہ غسالہ کی اشاعت سے ہو سکا۔
ان کی بڑی وقت و ثبات سے اُردو کا بڑا نقصان ہوا ہے۔

آٹا بر غالب کی ترتیب یا اس کے حواشی کی تحریر میں جناب ڈاکٹر عبدالشکور صاحب، جناب ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی، جناب ڈاکٹر عنایب شادانی، جناب عرشی، جناب ہمیش پرشاد، جناب سید دزیر احسن عابدی، اور جناب مختار الدین احمد آرزو سے مدد ملی ہے۔ میں ان اصحاب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ چھاپہ کی نگرانی بھی آرزو صاحب کے سپرد ہے۔ اگر وہ اسے صحیح چھپوا سکو تو دہرے شکریہ کی مستحق ہوں گے۔ آٹا بر غالب کی ترتیب بڑی عجلت میں ہوئی ہے۔ بعض امور کی حسب دلخواہ تحقیق قلمت و قلمت کی وجہ سے نہ ہو سکی ہیں ناظرین سے معذرت خواہ ہوں۔

عبد الودود

۳۰ مارچ ۱۹۴۹ء

مختصرہ اول

اردو شہزادہ

دیباچہ لطائف غلیبی

(۱)

سیاح بحر و بر ہیچ مدائن بہ ہر نیسیف الحق میاں داد خاں حق شناسوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ میں رہنے والا اور رنگ آباد کن کا ہوں۔ میں نے بعد تحصیل علم و تمہیہ سیاحت اختیار کر کے بنگالہ، دکن، پنجاب، وسط ہند و قراکے کہاں تک نام لوں ظفر و ہند میں متراسر پھرا ہوں بلکہ سند و کابل و کشمیر و قندھار بھی دیکھ آیا ہوں۔ ان دنوں میں دو رسالے نشر کے میری نظر سے گزرے ہیں ایک قاطع برہاں اور ایک محرق قاطع پہلا نسخہ یعنی قاطع برہاں کا تلف ایک شخص ہے، معظم اور مکرم والا رتبہ عالی شان عالی خاندان، انگریزی رئیس زادوں میں محسوب بادشاہ دہلی کے حضور سے مخاطب بہ نغم الدولہ و میرالک نظام جنگ یعنی غالب تخلص اسد اللہ خان بہادر۔ اور محرق کا جامع کوئی شخص جو رعایا سے دہی میں سے کہ کبھی کسی زمانے میں کسی حکمران کی کامرہ شستہ دار ہو گیا تھا اور اب خانہ نشین سپہ، موسوم بہ منشی سعادت علی نشر سے واقعہ نظم سے آگاہ نہ عقل کامرہ نہ علم کی دستگاہ۔ کسی بستی میں، کسی گھاؤں میں، کسی گھاٹ پر کسی باٹ پر اسد بزرگ کا نام کسی سے نہیں سنا۔ اللہ اللہ غالب نام اور نامدار کوئی شہر ایسا نہ دیکھا جس میں ان کے دو چار شاگرد و من میں معقولہ نہ دیکھے ہوں، ایک عالم ان کی فارسی دانی اور شیرازیانی کا تصرف، نظم میں تا ظہوری و نظیری و عرونی کو برابر نشر میں تار دان سابق و حال سے بہتر کیا، نظم نسخہ، سحر سامری، نشر میں پنج آہنگ سلک در خوش آب و دستیق گوہر نایاب، مہر نظم و غیرت آفتاب، ہر نگہ ایک کتاب، ہر کتاب متنوع الجواب، ہر بلاغت اور فصاحت کو جاننے میں اور مثنیٰ کا حسن پہچانتے ہیں، متفق علیہ ان کا یہی عقیدہ ہے۔ اگر ایک آدمی کو خواہ میں سے

ساطع برہان کمال لاسے۔ مطالبہ مذکورہ لغو خیر محرق قاطع کے مضامین منقول۔ فقیر نے صرف ایک خط مرزا بھی لکھا زیادہ اس طرف التفات کو تفتیح اوقات جانا۔ تانتا میس ایمن الدین کہ اب پیالہ میں ملقب بہ مدرس ہیں انھوں نے ایک قاطع القاطع چھپوایا۔ استعداد علمی میں بوجہ صرف مقاصد نحو و صرف فارسیست کی اسی قدر رعایت منظور رکھی کہ فقیر کے بعض فقرہوں کی ترکیبیں اپنی عبارت کے قالب میں ڈھالیں۔ باقی سوائے عربی قشری اور فارسی مسروقہ کے وہ مغلطائیاں دی ہیں جو کچھ بڑے بھٹیا سے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ کمال یہ کہ ان کا منطق ہندی اور حضرت کی عبارت فارسی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کئی خلا ہے ان دلائل میں علم تحصیل کر کے تہذیب ہو گئے ہیں۔ علماء باندھے ہوئے پڑے پھرتے ہیں۔ فحش نہیں بولتے، خلافت اپنی قوم کے صاحب و قبلہ ان کا رذہ ہے۔ یارب میاں امین الدین کس بڑی قوم اور کس باجی گردہ کے ہیں کہ مولوی کہلائے مدرس بنے مگر الفاظ مستعملہ قوم نہ چھوڑے۔ اگر میری طرف سے ازالہ حیثیت کی نارش و اصرار ہو جاتی تو میاں پریمی بنی ہو مگر میری کبر نفس نے ازالہ حیثیت کے لفظ کو خوار نہ کیا۔ ان کی تحریر ان کے باجی پن پر عمل ہے، بہ ہر ذرہ تا آفتاب را بہم مدرس احمد علی صاحب عہدیت میں امین الدین سے بڑھ کر فارسیست میں برابر فحش و استراگونی میں کمتر، جتنے الفاظ تو امین و تذلیل کے ہیں وہ چن چن کر میرے واسطے صرف کیے اور یہ نہ سمجھا کہ غالب اگر عالم نہیں شاعر نہیں آخر شرف امارت میں ایک پایہ رکھا ہے صاحب عہد و شرفاں ہے، عالی خانہ ہے، امرا سے ہم در و سائے ہند، راجگان ہند سب اس کو جانتے ہیں۔ رئیس زادگان سرکار انگریزی میں گنا جاتا ہے۔ بادشاہ کی سرکار سے ختم اتوالہ خطاب ہے، گورنمنٹ کے دفتر میں خاں صاحب بسیار چہرہ بابت دوستانہ القاب ہے۔ جس کو گورنمنٹ خاں صاحب لکھتی ہے اس کو سرٹری اور کتا اور گردھا کیوں کہ لکھوں فی الحقیقت یہ تذلیل بہ نواسے ضرب الغلام امانت المولیٰ گورنمنٹ بہادر کی توہین اور وضع و شریف ہند کی مخالفت ہے۔ میرا کیا بگڑا مولوی۔ نے اپنا باجی بن ظاہر کیا۔ میں نے معلم امین بے دین کو تیرا بان۔ کے موائے کیا اور احمد علی کے الفاظ مذموم۔ سے قطع نظر کہ سے ان کے مطالبہ ملی کا جواب لپے۔ لے لیا۔ اس نگاہ میں کا نام تیرے تیرے بگڑا ازا۔ جو تمام اس کو پھپھو اس کا اور اپنے اہباب دلا۔ دہر دیکھ کی غیبت میں تیرے بگڑا۔ اور میرے۔ نے امان نہ دی تو خیر صرع لے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ اب یہاں سے گناہ منقول ہے۔ والو طالب، غالب۔

ایک استفتاء

(۳۴)

اللہ اکبر۔ صاحبانِ توفیقِ ناطقہ و قوتِ عاقلہ سے کہ وہ مقربانِ بارگاہِ مبارک فیاض ہیں، غالب کی یہ استدعا ہے کہ جب یہ تحریر کہ گویا استفتاء ہے، نظر سے گزرے تو احد اللغزین میں سے جو لغزِ صحیح ہو اس کی صحت اور لغتِ غلط کی غلطی لکھ کر تائیدِ عبارت پر اپنا نام لکھ دیں۔ مثلاً جہاں میں نے لکھا ہے کہ چشمِ عیب ہیں صحیح ہے یا چشمِ غلط ساز، اس کو جواب میں رقم فرمائیں کہ چشمِ عیب ہیں صحیح اور چشمِ عیب ساز غلط ہے۔ یہ عبارت چھاپائی بجائی اس واسطے ضرور ہے کہ فتوے میں توضیح ہو۔ فقط

سوال ۱۔ لغتِ فارسی کی حقیقت اور حروف کی حرکت میں فردوسی اور خاقانی سچے ہیں یا ہندوستانی فرہنگ لکھنے والے؟

جواب۔ فردوسی و خاقانی سچے ہیں۔ ہندوستانی ان کے مطابق لکھیں تو سچے ان کے برخلاف لکھیں تو جھوٹے۔

سوال ۲۔ پیدائی و زیبائی صحیح اور پیدائش و زیبائش غلط، یا یہ چاروں لفظ صحیح؟

جواب۔ چاروں صحیح۔
سوال ۳۔ راند و ماند بروزن چاند صحیح۔ رند و مند لہجہ ہے، اصل میں پُرزن رند و کند ہے۔
جواب۔ راند و ماند بروزن چاند صحیح، بروزن رند و کند لہجہ ہے۔

سوال ۴۔ چشم کی صفت عیب ہیں صحیح یا عیب باز؟
جواب۔ عیب ساز غلط محض اور جو آنکھ کو عیب ساز ہے وہ اسحق بل کہ اندھا۔
سوال ۵۔ فرہنگ نویس حال کی رائے آگ فرہنگ نویس ماضی کی رائے سے مطابق ہو؟
خواہی بچسب تفاق، خواہی از روئے مشاہدہ، یہ سترہ ہے، یا تطابق رائے؟

جواب۔ یہ تطابق ہے، سترے سے کیا علاقہ۔
سوال ۶۔ ششِ رطب، نتیجہ خورِ رطب و غسل و ہر روز و مشتمک و اقسامِ مہ کو کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب۔ معاذ اللہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ! کون کہہ سکتا ہے مگر کوئی دوا نہ کہے بغیر ان چھ چیزوں پر کوشش ضرور نتیجہ خیز نہ لکھیں گے مگر شیون، چھ باتوں کو لکھیں تو لکھیں۔

سوال ۷۔ یہ مصرع وزن شعر میں درست ہے یا ناموزن ؟

”چشم مخالفان بیا زن بہ تیر“

جواب۔ مصرع ہر نو کچھ لکھوں، فقرہ ہے، اس کو وزن سے کیا علاقہ ؟

سوال ۸۔ آہنگیدن کا صیغہ آہنگیدن ہو گا یا فقط آہنگ ؟

جواب۔ آہنگید ہو سکتا ہے نہ آہنگ۔

سوال ۹۔ پالوایہ ایک لغت ہے، ”فرہنگ فارس کو“ اس کا ہم وزن چار ایہ لکھنا چاہیے یا چار پایہ ؟

جواب۔ وزن دونوں صحیح ہیں، لیکن چار پایہ لکھنے والا آدمی ہے اور چار پایہ لکھنے والا چار پایہ۔

سوال ۱۰۔ گرازاں یہ معنی خراہاں بہ کاٹ فارسی مفہوم ہے، یا گرازاں بہ کاٹ عربی مکسور بروزن صفا ہاں ؟

جواب۔ گرازاں یہ معنی خراہاں بہ کاٹ فارسی مفہوم صحیح اور بہ کاٹ عربی مکسور غلط محض۔

سوال ۱۱۔ سکرہ و فرسخ و فرسنگ فارسی میں مقدار مسافت زمین کو کہتے ہیں۔ عربی میں کمرع بروزن صراح مقدار مسافت زمین کو کہتے ہیں یا پاچہ کا دو گونہ پیکر ؟

جواب۔ صراح میں یہ معنی پاچہ کا دو گونہ پیکر ہے، یہ معنی مسافت غلط محض۔

سوال ۱۲۔ گلہری بہ کاٹ فارسی بروزن اکہری صحیح، یا گلہری بہ کاٹ عربی ہفتون بروزن ابتری صحیح ؟

جواب۔ گلہری بہ کاٹ فارسی مکسور صحیح۔

سوال ۱۳۔ ہندوستان میں دختر نارسیدہ کو چھو کر کہتے ہیں، اہل ولایت چو کر کہی

کہیں گے۔ یہ حرف ہائے مغمومہ چکر کہتے ہیں، حضرت داؤد غلط ہے یا صحیح ؟

جواب۔ چکر کہی جو اہل ولایت سے بھی زیادہ بد لہجہ ہو، دو شاید سہ۔

سوال ۱۴۔ پادریا سے بہ اصناف تہائی جن کو عربی میں رحما کہتے ہیں، ہندی میں اس کا نام

پالوش لکھن ہے، یا پازہ بہ وزن ؟

جواب۔ پالو کو پازہ نہ کہہ گا مگر بھون۔

سوال ۱۵۔ پکیشیدہ، مہرہ، ہے، یا پاچہ، لفظ پکیشیدہ، نیز باستان، اس کے

اردو نظم

استغفار

(4)

[illegible]

تھے ظہوری دہرئی و طالب
 نہ ظہوری ہے اور نہ طالب
 قول حافظ کا ہے بجائے دوست
 کل وہ سرگرم خود دہائی تھے
 آج یہ قدر دان معنی ہے
 تشراس کی ہے کاغذ نامہ راز
 دیکھو اس دستبر معانی کو
 اس سے جو کوئی بہرہ ور ہوگا
 جو سخن کی جسے طلبکاری
 آج جو دیدہ ور کرے در خواست
 منطبع جب کہ ہو چکے گی کتاب
 چار سے پھر نہ ہوگی کم قیمت
 جس کو منظور ہو کہ زر سے بھیجے
 وہ بہار ریاضِ حیرت و حشا
 میں جو ہوں در پہ چھو مقرر
 سوچے یہ نقطہ حاصلِ تشریح
 جہتِ انطباع چارہ پر ہے

اپنے اپنے زمانے میں غالب
 و سدا اللہ خاں غالب ہے
 دہر گر اینچ روز فوت اوستا
 شمع بزم سخن سرائی تھے
 بادشاہ جہان معنے ہے
 نظم اس کی نگارنامہ راز
 سیکھو آئیں نکتہ دانی کو
 سیدہ گنجینہ گہر ہوگا
 کوئے اس نسخہ کی خریداری
 تین بیچے تھے وہ بے کم و کاست
 زرقیت کا ہوگا اور حساب
 اس سے بیویں گے کم نہ ہم قیمت
 احسن اللہ خاں کے گھر بیچے
 جس کو کہتے ہیں عمدۃ اکھلا
 نام شاہی کاچر عسلاہم نجف
 کہ نہ ارداں زر میں ہوتا خیر
 ابراہیم دارق شادی ہے

فعل

[illegible]

ہجو سعادت علی

(۸)

اے فشتی خیرہ سر سخن ساز نہ ہو - عصافور ہے تو مقابل باز نہ ہو
آواز تری بجلی اور آواز کے ساتھ - لاشی وہ لگی کہ جس میں آواز نہ ہو

فردیاست اردو

(۹)

بے چارہ کتنی دور سے آیا ہے شیخ بھی - کچھ میں کیوں نہ پایا میں نہ ہم پر ہمن کے پاؤں
کوئی اس کا جواب دے صاحب - سائلوں کا جواب تو صاحب

فارسی نثر:

تقریظ قاطع برہان

(۱۰)

از منہ من سلام دہم از من بہ من پیام - رنج دے مباد سلام و پیغام ما
ہاں غالب سپید ہوئے سبب نامہ از من بہ من کہ آواز ہے غیر خود رنج خود را از
چہ خواستہ؟ گفتی کہ دانش دران داگر و ہنرمندان: ہستی پسندانیس مثال بہ ہنرمند
ندان کہ از خیاباں مانا بہ بیاباں یہ قول جامی علی الجملہ یہ صریح
چشم نابستہ کساں ہم گزردہ

اے بار خاہد دانا دانا در اندیشہ دانا یاں جو گفتار گدشتہ کساں دل پسند نیست و نااہل
را باہج سخن و سخنور پوید نیست - بارے سپاس مریدی دہر و زری اس مردم چشم ہر زری
و ہر پہر ہر مریدی آن بہ دانش گواں یاد آن بہا ہ بلند پایہ آں بہ سرکشاں چوں فریدی
با صفاک و با فرد دستاں چوں سلیمان با موز و مرابا دانش دہم تن ہمیشہ منشی ذاک کثرت
بجائے آگ کہ بہ خریداری دکان ہے رونق کمر بستہ: "نا نقش این کچہ ترا در انہباع دوست
نشستہ: - اگر ایسا جو اس مرید دل پر بستن تہرا دہ اوراق پریشاں نہ بدوانے
کاغذ مستودعات قاطع برہان را کاغذ گز گردے وہ آب آغشتہ فرد کو قیام با مرید نہ بدوانے
خریدے تا چاکہ ہر با سافستہ - یہ آئینہ ملک حق گداو من یا یاں آن نسخہ منطقی از ہستہ
و تا لریخ دزدین ہر عیش و شہد و دیگر الخیانت: "ناہج کس ہے دستور صلیح او دھانہا را

سواد را در کالبد انطباع فرود تو اندر سخت - حرکات
در قاطع بر جان مگر و آفتابش - کز غیب رسد ملک استعجابش
بیر خاتم نقش خانه غالبی بی - زین دست که گشت مهر غالب نایش

تقریباً سفر تک سنایت

(۱۱)

اندک اندک هفتاد سال گزیده سال از آن میان به شمار دانش اندوزی از درمباش
در یوزده آگاهی در یوزده از درمباش داد - بایست از درگاه مبدع فیاض بود هر چه از هر
در یافتیم مگر سخن بایست حسرتی را در نا آفتاب روز وایه نابلست نوشته اند که این نخست دریا
با آن همه تالش و دشمنی سوسه گیتی هیچ گونه تالش از هیچ سوسه ندارد - چند روزی طر زلف
اگر بسیار از درمباش به پنج را آفرین همان به گفتار آورد - اما من در آفرین در دور را آفرین
گستره باید که نیرود و باز گشت داشته باشد تا نه زان را با نذران بالیت تواند ستود
نه چون من البته که اگر خود را نادان گویم شکفتی فرامان که این دانش از کجافره آورده که
خود را نادان دانست - هر چند که پیدا است که ستودن به دانستن بازمان است و نادانست
ستودن و دانستودن را یک فرامان است - اما ذوق دانستاست بر دل در آورده
زبان را غموش نگذاشت بدین لغت اگر چه ذکر آشفته چه به از آن که ما هم بسجینه گفتند با شمیم - دیده
دریسه کوتا بنگرد که امروز خورشید رخ یوسفی را در مصرعین باز آورده اند که زیبا بی جمال
با کمالش هر مایه نازش روزگار است - ای بیلونی زبان زبان بیلونی را در کار نگاره
سخن پروری کا آورده اند که استادان استادان را گزین آموز نگارست - جا ما سپایم
ساسان نایه آذر کیوان پایه مولوی نجف علی خاں همایون خوسه جاسایه آن که در دهان بگو یا بچرخ
از آن ناز که بکین است دیگر به زبان گویا آن که سزای فریغ میرایه است یا به ستارگان
خانه کجلی باشد - زبان آور است که میلایه معنی در سیر خانه - اما قاطع به دیدار کتاب پیدا

نامنه نامور - فی پیشتم تسم روشنی خواست

مکارخانه چسب شد درم زین ارتنگ - الحافظ قلم نشین مبدع امیدم

هم آرد - سر در از ناز سال نازم - هم این سر ادب پیدا چسب را همی که در
خود به بیان در روز مکرر

راز نثر از زیستن و راز از دانستن نیز از رایگان از راز دانم گویم که چون حسن عبارت گشت و دانست
که روستی خوب را چشم بد و در کین کمال را عین الگمال بد و نیال است به چشم داشت و دفع گزند چشم
نہم سودمند سے حرزے نبشت۔ یارب این بگاشته چشم پیام آں سفرنگ بافر و فرنگ با و بد
فردوس دست تاراج هیچ ہرزہ مرس مراد۔

(۱۲) تقریر دری گشا

یزدان رواں بہ خرد و فروز و بہ گرداگردہ مردم زبان ہائے جدا گانہ آموز ہر زبان را زبان
وال پیدا آورده ہر گنجینہ در بستہ را کلید آوردہ دریں روزگار بارسی گفتار را دانائی آفریدہ ہائے
قلندر زبان دری دارائے آوید کہ تخت شریعہ دل پذیر ہر دساتیر نگاشت سپیش بد نشین ہر نگشتا
ہمت گماشت۔ از آں رو کہ اسم سامی موثنا و بالفضل اولنا بہ زبان ہر دین فشان ملک خوش و
روکاه مذکور است بے حرفہ ہر دین نام ہمیش از ادب و دراست۔ غالب دانش جوئے آں ہے گوید کہ
من پرستائیش گری و فرماں بری احباب کار از پیش ہے برم و فرجام کار لفظی چند لائیں پیوند گویتی
یادگار گماشتہ معنی با خویش ہے برم بہ سیمستی بادہ سواد عبارت دیباچہ فرنگی پیوندانہ یکتا سر
و بدیر آفرین گستری آفرین شائے شدہ اہم گفتار مرا حسن قبول روزی باد۔

قاری نظم :

(۱۳) نامہ منظوم بنیام جوہر

د فاجہ ہر از تو عیشم دور باد	دلت سرخوش بادہ سور باد
د سید از تو الفت فراتامہ	رواں تادہ کن دگشا نامہ
نخواہم کہ در عیشم روزگار	نسیند ترا بر دل از غم غبار
نہ بخور ہی من مخور غم کہ من	ندارم غم ہستی خویشین
نہاں از من است و نہ حسیم آن من	نہ از مردن من چہ نقصان من
ہر بیتے شایستہ و سودمند	ز شایستگی بودہ و نا پسند
از آں کس کہ فرزند ابدی نشنہ	گر از من نباشد بکدی شہنہ
چہاں دادہ فرماں کہ در سارہ	نباشی بہ حیل گری عذر خواہ
عزیزان رہر دگر اعی کسند	بہ شادی در ان حاجت ہی رسند

به شادی درین جمع انباز گرد
 الا تات سنجی که این زمان به است
 مشو سخت کوشش و مشو سخت گیر
 به حکم یورچون گزیدی سفر
 درین رفتن از آمدن شاد باش
 ز بهر تو مادر به تاب اندر است
 چه نیز مشتاق دیدار است
 ترا خواهد از بس که خواهد ترا
 بیا و در خویش بگره بیا
 دگر من چه بارغ سحر گاهیم
 بیاتاه بینی که چون می پشیم
 بیاتاهم غن خویش بسنگری
 بیا و بیا و بیا و بیا
 بخوان چون بخوانی در حق رانما

تین معی

(۱۴۳)

برین خیزش بد و دیشم - بنده خدا بسیم
 در نیم گفت کلام از جهات نامش - سرش بی - و دو باز گودا نامش
 نیم شب نیم بسته دیدم برگد و گاه کمال - بر سر تیه که بودش در میان کل مقام

ای

(۱۴۴)

امام اب و جلا عم نگیرند اس قوم - دین از دم مادران پذیرند اس قوم
 از - و از مادران و از مادران - اس قوم اس قوم

قریبت تیار

(۱۴۵)

بر آنی که به من و آنکه از من - بر آنی که به من و آنکه از من
 در نام می سنه دگر نامت در نام - در نام می سنه دگر نامت در نام

رسید ، ناچار رقعہ موسومہ مولوی سراج الدین احمد صاحب در نور و عریفہ فرستاد
 شرح آں پر جناب رقم زدہ ، دکھا رہا امور بہ تقدیم احکام جناب سنا ختم ۔
 فقط ۔ رقعہ بنام مولوی صاحب برائے آنست کہ کمار خانہ مرزا اکبر بیگ
 صاحب نمی داند ۔

— (۳) —

جناب رافت انتساب مخدومی و مطاعی مرزا احمد بیگ خاں صاحب
 دام بخندہ ۔

مخدوم من ، شب شادی نور چشم محمد علی خاں اتفاق آں افتاد کہ چون
 نیچے از شب سپری گشت ، بہ خانہ خویش آمدم ، لیکن چون نودر آسمان نمی شمر دم ،
 و تکلف در میان نہ بود ، بہ تودیع نہ پرداختم ، و بے خبر برخاستم ، بل کہ مخدومی جناب
 ابراہیم خاں صاحب خبر دارند ۔ بالجملہ آں دو پاس شب در غودون بسر بردہ نگاه
 بردم ، و بہ ہوگی رفتم ۔ دور و زود و شب در آں جا آمیدہ ، و دیر و زک و دوشنبہ
 بود ، آخر روز بہ کاشانہ باز آمدم ۔ مخدومی نواب علی اکبر خاں سلام گفتہ اند ،
 و تمینت رسانیدہ اند ۔ این بود اخبار آدرا گیا ، شوق کہ گفتہ شد ۔

ایہ و ابرائیم کہ از صحت و عافیت مزاج خود ، صاحبزادہا آگاہی بخشند ۔
 نیازست و این ۔ اسد ادا شد ۔

— (۴) —

جناب فیض آتاب حضرت مرزا احمد بیگ خاں صاحب دام اشفاقہ ۔
 عالی مقام ، بہ سببہ خواجہ فیض الدین حیدر صاحب می رسد ، امید کہ در نور در ملائم
 جناب بہ جہانگیر سورہ ادا شود ۔ ملقمس آں کہ غریبے از ہوا دور بہ آں کہ تو فرستہ
 بہ میان نیست ، مہربانی نامہ فرستاد ، ست ، اگر جواب نہاید رسید ۔ بر بے دانی
 را تم گمان خواہد کرد ۔ چنانکہ من آں می خواہم کہ جناب خاص از برائے این مکتوب
 گناہتہ سرا بخام ، و دال فرمایند کہ منت ہمین خواہ بود ۔ زیادہ نیاز ۔ اسد اللہ فا

— (۵) —

بین عذایت مخدومی و ملائی و ملاوی جناب مرزا احمد بیگ خاں صاحب

دام لطف، مقرون باد۔ یہ عرض می رساند، امروز بہ وقت کہ می بایست نخست بہ دفتر خانہ رسیدہ، و از آن جا بہ بارگاہ رفتہ، شرف ملازمت جناب لارڈ (کذا) صاحب ہم رسانیدہ شد۔ امروز نیز چون روز گذشتہ بہ پاس خاطر جناب مرزا افضل بیگ صاحب و حضرت مولوی سراج الدین احمد صاحب ہم دریں جا اتفاق زمیست افتادہ است۔ انشاء اللہ تعالیٰ فردا تا نیمہ روز کلیہ احزان خویش رسیدہ خواهد شد۔

و دشنامہ برائے محفل کہ رقعہ اش رسیدہ است، داشته شد، و دستاویز حاجت یدان نبود، بہ خدمت فرستادہ آمد۔ زیادہ جز تسلیم چه برگزارد۔
محمد اسد اللہ۔

نیت: (۶) نیت

خدمت می گری جناب مرزا صاحب مکرم مناقب زاد عنایت، سخی لطیف بہ خاطر رسیدہ است، می خواستم کہ بہ خدمت رسیدہ، بہ معیت جناب بہ دولت خانہ راؤ صاحب دالامناقب راؤ شید راؤ صاحب حاضر شوم، لیکن تاملی خالی گیر شوق گزید، کہ خلوتی چنان کہ بایاد دریں ہر دو بیامیستہ فرماہ آمد، لہذا سحرونی می دارد کہ رستم پادشا بہ خدمت راؤ صاحب رسانیدہ، و جناب پادشا را از استعدائے من آگاہانیدہ، خواہ آخر روز خواہ اول شب جناب سامی راؤ صاحب بہ کلیہ احزان را تم قدم رنجہ فرمایند۔ دریں باب تعافلی بہ میان نیاید۔ زیادہ جز نیک از چه گذارد۔
عاصی اسد اللہ۔

نیت: (۷) نیت

خدمت ماہیادام جدید، حال تہذیب بزم طریب، ہر روز حالی نہ گشتہ، امید کہ از کیفیت زیان و مکان بیابا گمانند۔ دیر در کتابت خودی ذاب علی اکبر خاں کہ دلم صید از شہاسہ اوست، از ہر کلی رسیدہ است، بیاماند و مرا برائے عیادت طلبیدہ اند۔ می خواہم کہ روم، و ہفتہ در آن جا باشم۔ ہاں کہ از برائے آن می پرسم کہ اگر چہ ہر شنبہ حال کہ بین از پنج روز می آید، روز انقطاع این قرار یافتہ باشد، در رفتن و رنگ کم، و اینہ از ہر شنبہ روم۔ و احیاناً اگر محفل آرائی در ماہ رمضان

مولوی صاحب مدظلہ صریح فرماتے ہیں کہ یہ قدر ہم موقوف بہ رضا سے بننا چاہتے ہیں، اگر
 بہ خاطر بگڑنے نہ ہاوردہ۔ حج 'صلاح ماہمہ آفس'، صلاح شہاست، زیادہ نیاز۔
 اسد اللہ:۔۔۔۔۔

..... (۱۰)

قبلہ من، دوشالہ کسینہ کہ پہلے شپ از ملازماں آدردہ بودم، ایک بہ دست
 کھار می رسد، رسیدہ باد۔ دیگر، نیاز نامہ موسومہ جناب فیض الدین حیدر صاحب
 سلم اللہ تعالیٰ مرسل است، بہ توجہ ملازمے از ملازماں جناب سامی از نظر کتب الیہ
 گزشتہ یاد دہیگر آن کہ دودہ داشتیم کہ ہر گاہ بہ بلا سے نزلہ و زکام مبتلا خواہم شد،
 چاشنی گیر مذاقی پیشکش کہ بالفعول بہ برش معروف است، خواہم شد، ایک آن نزلہ
 و آن زکام۔ امید کہ بہ قدر یک قولہ از آن مرکب عنایت شود، تا دوسرہ روز بہ اکل آن
 مبادرت نماید۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ،

..... (۱۱)

والا قدر، اوراق جام جہاں نما رسید، مدعا بہ حال صاحب رنڈی نہ
 (کذا)، وہی رسیدنے ہو، معلوم شد کہ ہنوز در اورست، اگر از آن جا بہ جانب جے پور
 وجود پھر رفت، در از پایتہ معاودت نماید، و اگر از آن جا برگردد، ہر آئینہ زود تر
 درستی کار مقصود است۔ بالجمہ آن اوراق را دیدہ، ہم چنان بہ حال فوائذ نامہ
 سپردہ شد۔ دوشالہ نیز بہ دست دے فرستادہ آمد، خواہد رسید۔ زیادہ نیاز۔
 چہ تماشا است کہ اجزائے گل رعنا مرابہ یاد آمد، دنہ جناب فرستادند،
 و ایک نیز بہ تحریر عریضہ ہذا بہ خاطر گذشت۔ اسد اللہ۔

..... ۱۲

قبلہ ہا پارت، چوں رفتن جناب بہ راہ گزناخو (کذا)، اتفاق نیفتاد، و نام
 کہ جناب را استنباط دیوان فقیر پیش اندیش است، ناچار التجاہ توآب صاحب قبلہ
 و کعبہ مبارک را از قولہ توآب، حسام الدین حید خان بہادر کرم، و دیوانے کہ جناب مدد
 بر اسے خود بہ شوق تمام نویسنیدہ بودند، بہ گہائی طلبیدم۔ نیز دقائی توآب صاحب
 را اسد اللہ دیکہ بظلال ذوق خود رواداشتہ، آن اجزائے من بخشیدند، چنان کہ

آں اجزا بہ خدمت فرستادہ می شود۔ بہ احتیاط نگاه باید داشت و بہ حیدر آباد رسید
جلد این اجزا مرتب باید ساخت۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ۔

ص ۱۱۳

عالی جناب، دام لطفہ، کھار بہ ذریعہ عیوڈیت نامہ بہ خدمت می رسد، اما
کہ بہ رحم علی بقرمانند کہ دستار از دستار بندہ کھار و بہ دست فرزد از کھار بہ دستار
بدادہ۔ زیادہ نیاز اسد اللہ۔

ص ۱۱۴

جناب عالی۔ چون امروز در بندہ ذرا کم آوردن فرمایش ملازمان مانده ام،
اگر بہ خدمت نہ رسیدم، ہم از حاضرانم۔ امید کہ احزانے خطاب، ذاب سید
عالم علی خاں صاحب رقم کیند و بہ من فرسید۔ بہ شرط بقاے حیات فردا ہنگام نیم روز
بہ خدمت می رسم۔ زیادہ نیاز۔ اسد اللہ۔

ص ۱۱۵

خواجہ جمیل المناقب، رفیع الشان، مخدوم و مطاع بندہ، جناب خواجہ
محمد حسن صاحب زاد مجدد۔ قبلہ من، ہر چند مطلبی کہ زبان گوہر نشان بہ گوشم
دمیدہ است، بدان نیز کہ نامہ را بدان تو آن کہ است و سخن را در شرح آں دراز
تو آن کرد، و عبارت رنگین کردن دہ بے مزہ استوار است، عبارت صرف ساق
از مطلب بازماندن و کتب الیہ را در پیچ و تاب انداختن است، لیکن اگر فرماں بجا
نیارم، خاطر خاطر دل گردد، بہ ہر حال سطرے چند سادہ و ہموار رقم می گردد و ہولند
”پیش ازین دو قطعہ عرفہ داشت از لکن، (کہ) سیکہ بہ قور در دہ و آں دیار“
”و سیکہ حسین روانگی از آں محو بہ حضور مکرمت ظہر ارسال یافته، اغلب کہ بہ نظر بریت
”اثر گذشتہ اشارہ کو الف مند بہ گنتہ باشد۔ بالجملہ جو دیت کیش بہ رہ نہائی“
”اقبال خدا نیگانی بہ استقبال دولہا سستہ بہ ذرا الحلافت شاہ جہاں آباد“
”رسیدہ، از پنج سفر ڈاک آمدیدہ، در سند و آفت دہ ماہ و بہ کتب سفر ترتیب
”دادہ، و مگر اسے منزل مقصود نرود، و از عالم نیکو بندگی بہ ہوا خواہی آں چہ
و مکتوبان بغیر فدویت نہ آید۔“

”پر اور صاحب قبلہ خواجہ فخر اللہ صاحب حالی راستے عالم آرا سے خواہد گزیدہ زیادہ“
 ”حمید ادب - نیز دلائل اقبال از مشرق جاہ و جلال بہ فرد بخ جاوید تابندہ“
 ”دور بخشنده باد - فتم۔“

مد اللہ محکور عرض می کہ مطلب مختصر است، و حرف مختصر را طول بے جا
 دادن از عیوب عبارتست، اما در افش القاب پر اور صاحب خود اختیار دارند،
 اگر یک دو لفظ بیفزایند، زیان ندارد۔ والسلام والا کرام۔

تتت (۱۶) تتت

یا اسد اللہ الغالب۔ یہ والا خدمت رفعت و درجہ خواجہ صاحب جلیل القاب
 عظیم الشان، مخدوم و مطایع نیاز مندان جناب خواجہ فخر اللہ صاحب زاد مجدہ و علاوہ،
 منظور و مقبول باد۔ قبلہ حاجات، در آغاز نامہ دو سب را بہ گمراہ مایگی ستودن با وجود
 و افسانہ گوئی بودن است، این نہ مزہ بہ سخن سازان مبارک و در نور و نگارشن
 سرگزشت حرف شوق بنشستن نقاب بہ روئے شاہد را ز فروہشتن است، این
 شیوہ بہ پردہ طرازان ارزانی گزین روشنی کہ نامہ نگاری را شاید آفت کشستن
 از گفتن آن مایہ دور تر نہ رود کہ سراپاں ہر دور ہشتہ با ہم و گونہ توان تافت و نقش یکے
 در آئینہ و گیسوئے نتوان یافت۔ با تجملہ بہ جرم این کہ دیدہ را آئینہ دار جسلوہ شاہد
 مدعا خواستہ چہ روز ہای سیاہ کہ نہ دیدہ ستم و باد افروہ این کہ چہ را نشانہ نہ نصیب
 لیلائے مراد نقش بستہ چہ بلا کہ از دہر نہ کشید ستم۔ از بیدار سلطنت عدالان و سینہ
 بروم تیغ مالان بہ کلکتہ رفتن و عمرے در از دران مینو کہہ فراخ در کشاکش بیم و امید
 دل زین و انگاہ چوں دعاے مستجاب برگردین و جود بلائے نماندہ و
 دہاسے ناگہان بہ وطن رسیدن بہ میز ش حکام ستم پیشہ بادشمن و گشتن بہ برشتہ
 کار از دست و رسیدن بہ آئینہ تزیین و فرد رفتن بیدار بزم و مردان
 مستر اندر دستر انگاہ بہ مرگ ناگہان و آغاز از روی رفتن مولوی محمد حسن از میانہ
 در ہنگام پایان اظلم و در غششتن این چنین اعراض رہتہ بہ جوہر صحت حال و ابی گشتن
 کار را در کشاکش امواج طوفان این گونہ حوادث اگر خواستہ براسینما برگردانے
 و سراسر غرضہ دارے بہ صد صفحہ گمراہ نپدید، و بہ ہزار نامہ انجام گمراے نہ گزود۔

مخدومی خواہر محمد حسن صاحب تیرگی ردو سیاح نامہ نگار ویدہ اند، و غربت من در وطن
تماشا کردہ اند۔ دل از کمینش بے وفایان فرنگہ ہم نیر آدہ و دروان از اختلاف این
تاری در دنان شید رنگ آزرده۔ حالیا بر آں سرنگہ آگہ گئے از جاہ مند ان ہندوستان
پر من پر داند و بہ ہنجار اندازہ نگاہ داری و قانون پایہ شناسی مرا بہ سوسے خود خواند،
دل بہ بیجا کب طرہ دل آویز گردش بندے در شہین، غریب سایہ دیوار قہر و لالیش کشیک
در نہ قلندرانہ از ہر این تیرہ خاکدان بہ خیرے، و گر، جہاں گدے دے دسر اسرافات
پہیایکے۔ دل بہ لون آفتق کہ ہاسے یزدے کشد ویدہ تماشا۔ بے ڈخانا۔ بے شیراز
سے جوید، چنان کہ شوقم دریں پردہ بدیں آہنگ فرادان رزمہ یاد دارد۔
غالب از ہندوستان بگریز فرصت منت قسمت در نجف من خوش است و در صفایاں رستین
سطرے چند بہ صنعت قلیل از رگ ملک فردزا ویدہ۔ دل از پارس ناکلی شید جہوہ ایں
آرزو گردیدہ است کہ عنوان ایں ورق بہ لمعہ نگاہ معنی القاب سید عالم و قبل ایں
عالم خادستان گردد۔ اگر اند کو کلب موطول زمان فراق حریف و فاضلہ خاطر
نہ ستردہ، و در صریر استغنا خاکسار یہاں غالب مستہام اندیا، زہرہ باشد
ہمت دریغ نباید داشت۔ والسلام مالا کرام۔ از امر الدین نگاشتنہ دسم
رمضان سنہ ۱۲۴۸ ہجری۔

(۱۷)

قبیلہ من، غناست نامہ رسیا، و حال حالی گردید۔ چندہ۔ اور طعام امروہ
و دغدہ بر صریر است۔ سیکے ایں کہ بہ شب برادرت۔ اکل غذا غنی کنم، پرگز،
امروز روز یک شبہ است، از اکل لحم اجتناب دارم، و اگر چنین بودے
بر طاف مانڈہ خوشستم، و استخوان ریزہ دیکھا بے محو دارم۔ امید کہ بہ برادرت
محاف دارند، مگر براسے بندہ قدرے از اندوش (کہا) نگاہ اند۔ ذوالہ وقت
صبح چہ ہمت رسیدہ، و پیر خوردہ رخت نہا ہم نہ دیدہ، یا نہتہ بہ زورق
خواب شدہ است، و دانہ خوابم شد۔ امروہ۔ استن مؤید و نور امان بندہ است
مولانا امیراج الدین امیر۔

(۱۸)

بہ ہندوستان و از دور سکھ دارم ستران صبر۔

هر چه بستم و لطف مقصود سلامت بهمانا که به اشراق ضمیر قرار سیده اند
که فلاخی را شکوه استغنا و قزو قراست و اندر بے مری داشتند و داشتند
ازین جاست که نامه فرستاده اند، و نوید خوش دلی داده - مانیز لب ار شکوه
فرد بسته ایم، و در باں به ستایش مهربانی گشاده - خرسندی خاکساران کوه
حجبت و بسته به صفت نیم نگاه نیست و شادمانی و استکان عالم الفت به بند
پیش گاه گاه - که می جناب مولوی سراج الدین احمد صاحب به هم نوبانی
مشفق آغا محمد حسین فیله در استغنا و عدم تودیع از جانب جناب تحویل سامعه فرموده اند
حق خدا که در قزو هر گونه گذارش دل را بدای نراند هم آواز یافته ام چه نیک داشته
ام که تنها فخر به عذر رفته نموده، و صدراع مانع و دواع بود، بل که درین داورى معارف
باخویشتم که بخواهست از کف دادم و وقت دواع در نیافتم - کاش دوستی
در جهانگیر نگر داشته - تا - کین - بیست و زبانی با من، نگزیدی، و از جانب من بساط
پوزش گسترده - چه خوش باشد که - مرید کسی با من فرمایند، و هم نرود
از جانب من عذرت، خواه خوشی با من باشد - السلام والا کرام - فقط
محمد اسد الله ۲ از رمضان

— ۵ — (۱۹) — ۵ —

خدمت من سلامت، هفته است که چشم از دیدن و گوش از شنیدن
محروم است - پوشیده نماد که جناب مولانا سراج الدین اندر مظلله الحالی جنگ
به دامن است - اود زده، مرا انویش در هفته به بهر تالاب برده بودند -
گما نهاداشتم که جناب خدمتی نیز به تقریب سیر و تماشا آمده باشند - هر چند
من و عزیزان درین آرزویده دیده خلق از هم شکافیتیم، از گنج در راه ملازمان شری
نیافیتیم - با بخله غنم از داند گنهای خویش و رعایا که چو به خدمت ترسیدیم، و در چنان
پارده از خلفی و استغنا جناب در حد هزار گونه پیچ و تابم که درین ده روز ده روز خرم نه
نموتند که فلاخی را چه پیش آمد و گنج رفت - به هر رنگ سلامت به باشند و در بمانند - فقط اسد الله

— ۵ — (۲۰) — ۵ —

خدمت و مطالب من سلامت - احوال که در پیرای آب آورده به فعل دلی

رفته، چون چنین دهم است، هر دو آدم دیگر در دست بگیرند و بگویند: «ای پادشاه که در کمار
 و این در این صورت است» یا در میان دوستان است، چه خوش باشد که ملازمی از
 ملازمان در این دوستان با او را می چایم بهمان یا خود کوئی که با تمام بوسه که حال بر زمین
 در کوئی از این دوستان در یافته، بهم بماند به خدمت او، و اگر هم به دست کوئی
 کمار نباشد، فرستاده او آن هم چیزان مهم و پاک نخواهد بود، نه بانه نیاند، فقط
 امیر که نزد دست و تلم کشی، و مشورتی مزاح برقم فرمایند که دلی
 شوریده بیاورد، بهمان یا پیش بهمان یا به سلام خیر تمام - سر الله - فقط

چندین...

قبله من، نه دهم از ساده لوحی ایمن است یا در واقع هم چنین است که
 ملازمان و خدمت گاران سامی را ملازم و خدمت گار نگه داشتن بود، نه در دست است که
 هر روز آدم من می رسد و جانور را نکند و کند، و هر روز ما بشام انتظارش می کشیم -
 هیچ با آن هم فروخته، نزد من آدم کجا تا کاد سرانجام دهد - یک کمار و دو خدمت گار
 با خود دارم، از دیار دایم بیگانه - ستم است اگر در این تنهایی و کسی مشایخ
 چاره سازد و تخوان من نه باشدید - گرفتار جانور می شود و پیش خواهد آورد که هیچ بند را نیافتم
 مرا هیچ بند و کار نیست، و جانور را می زند تا به یاد آید که شیده، نزد من بیاید، تا
 هیچ با او نویسم و در هر روز با او دوستی ندارم، به دو لبه نام و تا کاد و ال
 گردد - امروز این وقت هوا به آسانی گردد و کوچه مساعده شده، سر شب
 به ملازمیت نهادیم رسیده - به هر حال فردا باید احوال عافیه و من بیاید - نه باده حلقه
 اسد ان خان، فقط

...

تقدیر...
 و به قولی...
 و در آن...
 آن بیاید...
 و در آن...

را باید که اگر فی نفس الامر در پی امری با سر شد، خود را چنان فارغ و آسانی و انماید
که کس از رازش آنگاه نگردد، که مثل شما ذات دلی و فارغ بال گردد، که
با وصف بی طبعی و آزادی خود را در نظر مردم افتاد و طاعت قرار دهد. مدعا نیست
که برین گرده یعنی حکامان مساعدت نکنند، بلکه از خود متوثر شوند و از خصمان خود بیم ناک
انگارند. اگر عزم رسیدن این دیار دارید، بخوش باشیند. هرگاه در خوابید آمد
به چشم خود خوابید دید.

از حال محرومی ذاب مهدی علی خاں خبر نمیدانست. من ازین سر اسبی
که از زمین و یسار در شکستیم و خطای کشیده اند، جوانی نامه نگاری نیافته اند
ذاب صاحب را کجا و باغ یاد آورده و خاکسار نیست. اسد الله - فقط

سنت (۷۳) بیت

شکوه بی پروائی از مردم نگار نیست که به تشریف آید و به
تقریر گنج، ناچار هیچ بند را به جان نداد و به خدا سپردم - فقط.

خشت خیر و عافیت ذوالعین محمد علی طالع الله عمره بفرستند که حال
بیارید و دل بیاساید، پس از آن رفته که در دست خود را سر تا سر به نال میزنند و
سر پای آن بگذرند و آنگاه بیانش خویش نقل کرده، اصل مکتوب را اندیم بدوزند
به آب و آتش دهند - زیاده نیاز، فقط.

سنت (۷۴) بیت

بناب در راه ادب و انصاف و در شمیم بجم لعل و کرم را و عنایت به پس از
اعلان التزام شنیده تسلیم معروض این که مجرعه نثری که فرستاده بودند، از نظر گشت و
تا دیده به مواد آن بیاض آشفته گشت، حیرتی چند روی داد که توضیح آن، خود را افتاد، لیکن از
آنجا که دماغ هنگامه و عزم تحریر و ادبی نامه ندانیم، کشته و کشته ایم که درین صفحه
به آرایش عبارت نه گزاشیم و مقصود جواب اعتراضات نیستیم، نامه که به بنید بدانند
که ما را التفات به جواب در روی در مقابل نیست. فقط مفید در راه ادب و ادب و ادب
که این مصرع

«چشمش از دوزخهای شرکان، نمی آید»

انشاء الله العظیم بہ روز یک شنبہ باہم دیگر تو دلچ بہ میان خواہد آمد۔ زیادہ نیاز۔
امید کہ از حال مرزا غلام حسین اطلاع بخشند، دیگر از روحانی مکتوب ڈھاکہ
بیاگاہانند۔ دیوان ظہوری علیہ الرحمۃ اغلب کہ بہ خواہجہ مستقیم صاحب رسیدہ
باشند۔ والسلام والاکرام فقط

۲۶ (۲۶) صحت

قبلہ من ، سپاس این پیمہ بہ بانی کہ پس از عمری بہ یادم آورده اید جز بہ
سپری کردن عمری توان کرد۔ دانم کہ از عمر اندک ماندہ است، ہر آئینہ آن
سپاس، اگر گذارد، آن قطع نظر ہوں کرد و از کام و زبان بہ دردی گشتم و بہ
مغز دل و زبان توانم، اگر از دہائیاری کام و زبان ادا کردہ شود۔
بے کسای را با خود دہد، اگر ایہ نامہ سرشاد مگر کنید، یارب ویرہانند
اند و رہان ویرہان، ہم بہ انہاں بہ فرزندانی از ہر انداز (کذا) دعا رسیدہ
باد۔ فقط

۲۶ (۲۶) صحت

تذکرہ بہ ناظران نیازت میاد و ہر دنا زکت آورده گزندہ باد
قبلہ کہیہ ، نامہ ہی پند از یہ پیش قدسی صحیفہ بہ توسل حکیم صادق علی خاں
بہ من رسیدہ است، ہنوز پانچ نہ گذارہ دیوم کہ امروز چہارم ستمبر دنا ختم چند
ربیع الاول است نامہ از تہذیبیہ تہذیبیہ ان، مولوی سراج الدین احمد رسید، بہ
انکشاف حال تاسا سازہی خراج بارک اندوہ نامک ساختہ۔ چوں ہم در آن دل کش
رقیمہ طراز و رقم، امشبہ حال اسد سیر قبلہ صورت و نامہ حضرت حکیم اہد علی پادہ
افاق و امید فراخی رسمت، ہر دنا زکت نامہ بہ قدریکہ رفاقت مرا ہم اند
ہجوم الفاضلہ بود، ہر دنا زکت نامہ بہ قدریکہ رفاقت مرا ہم اند
خواہید ہر دنا زکت نامہ بہ قدریکہ رفاقت مرا ہم اند

دنا زکت نامہ بہ قدریکہ رفاقت مرا ہم اند
عزیم انظار علیہ اذنا، ہر دنا زکت نامہ بہ قدریکہ رفاقت مرا ہم اند
ہر چند و دنا زکت نامہ بہ قدریکہ رفاقت مرا ہم اند

روحو کار بر گزینیم که اگر نه شایکی من به خیال دوام سبب راست، آن تو صورت نه خواهم
 بست، چه بگاہ و در، آفتاب و قمر نماند بیکاه یعنی آفتاب از آفتاب آید، آفتاب شانه، شب از
 برای آرمش و استراحت است نماند بهر من و درایت را اگر نه سبب سبب در غم خواری
 دول جوئی من است، چشمی به سال من باید گشت و در، آفتاب و قمر نماند بهر من و درایت را اگر نه سبب سبب در غم خواری
 چو شبنمی بر سر خار گه گذری و سپندی و در، آفتاب و قمر نماند بهر من و درایت را اگر نه سبب سبب در غم خواری
 دارم، تا کاتبان دفتر تقدیر به سرم چو نه نماند از دانه، آفتاب و قمر نماند بهر من و درایت را اگر نه سبب سبب در غم خواری
 کلکته منتهای سفر آوار گیم نیست، اندامم که ام که ویرانی پیچیدنی و در، آفتاب و قمر نماند بهر من و درایت را اگر نه سبب سبب در غم خواری
 گذر با فرسودنی، اگر دو سه ماه به سایه دیوار شما آسودم چه دو سه ماه بهر من و درایت را اگر نه سبب سبب در غم خواری
 در پیش است، بالچند رهنوی به اندی نیست که مراد این نر از آفتاب و قمر نماند بهر من و درایت را اگر نه سبب سبب در غم خواری
 به غربت جان داده و به خاک سپرده انگارند،
 دوست غم خواری من میری سخی فرمادین گے کیا زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھو جادین گے کہ
 اللہ بس ماسوا ہوس، فقط۔

نبت (۳۱) نبت

خاکسار نواز، گوہری نامہ پیرایہ دروایان، بر سلامت حال سامی نیا لیر
 گو و سپاس گذار ایندی ساخت، نماند سپند و بے قراری سپند انوار ابلہ به بیات سست
 و انکار و به بیات گنجائی نماند، هر که اسے قراری سپند با و نیست گو بیاد سست سپند
 به زیر روی آتش ریز تا بگو و چه گوئی بهد، آمد و بے قراری، چو شبنمی به قران سیاب
 بالذات نیست و معلول اثر بر ارت نماند، بهر گاہ قائل مدح و تحسین اشعار می به جان
 ناز کرده باشد چنان کہ گوید، "تا دیدم روی آتشینش" بهر آنکه مصرع ثانی درست
 جائز و در خواهد بود، "مانند سپند بر سر آرم" اما آن در مصرع دیگر با نماند گویم
 "مانند سپند بر سر آرم" سپند بهر سر آرم، آرم و درویش نماند، آرم و درویش نیست
 و اگر بر سر آرم گویند خلاف واقع خواهد بود، زیرا کہ سپند بهر سر آرم، آرم و درویش نیست
 انگو بر می جمد و نور را می بازو، آن مایه ملین در جوار و کله طرا، آرم و درویش نیست
 بے قرار، مصرع و آتش بر زینت، آرم و درویش نیست، آرم و درویش نیست
 سیاب و درویش نماند، آرم و درویش نیست، آرم و درویش نیست، آرم و درویش نیست

در مقابل چیزی که خواهم بود که آنرا به فریب نماند و خود به کینه از قریب نماند و مشت
باشند و بهر آنکه در این صورت است که بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
نظائر اینها که در صورتی که در این صورت است که بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
گویم ستر آموختن بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
مصرع اولی که بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
تکرم از اینها که بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند

مطلب اولی جناب

اصحیح نه آنکه بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
بسیار گفته و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
اولی که بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
فاتی -

همین خونی بر آنکه بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
این بیت بسیار بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
محمود بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند

بیت اولی

ای که از آنکه بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
رتبه بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
میکشیم

بسیار بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
هرگز و خونی بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
مطلب این که بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
در خبر و آنی که بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند
حق خدا که بهر چه می بیند و بهر چه می بیند و بهر چه می بیند

حاشیہ آثارِ غائب

آثار غالب و در حصہ اول میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں اردو فارسی کی دہ نظم و نثر ہے جو زمانہ ماضی کا ہے۔ دوسرے حصہ میں صرف دہ فارسی خط و کتابت ہے۔ تیسرے حصہ میں عربی و فارسی کتب و تصانیف کے مجموعے کے لئے لکھے ہیں۔

[illegible]

۱۰۰/۱۰۰

[illegible]

ان کے لیے کہ وہ اپنے آپ کو بہتر بنائیں اور اپنے آپ کو بہتر بنائیں۔
 یہ کہ وہ اپنے آپ کو بہتر بنائیں اور اپنے آپ کو بہتر بنائیں۔
 یہ کہ وہ اپنے آپ کو بہتر بنائیں اور اپنے آپ کو بہتر بنائیں۔
 یہ کہ وہ اپنے آپ کو بہتر بنائیں اور اپنے آپ کو بہتر بنائیں۔

دست نکاسہ معقول داشت۔ احیانا شعر گوشت۔ چند شعر فارسی دارد از نظم نیز گردانیدہ
در عین شباب در... سنہ یک ہزار و دودھد و نو دہجری در کلمتہ وفات یافتہ... (تذکرہ)
نسخ لے ڈاویل حق آغا احمد سے تاریخ نکالی ہے۔ (تذکرہ)۔ ۱۲۹۰ھ میں جب میں شریا
تھا تو ۱۲۴۳ھ میں قیتل کی حمایت میں غالب کے خلاف ہنگامہ آرائی کرنا جیسا کہ غالب
(۱۲۵۵ھ) میں مذکور ہے، قطعاً ناممکن ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ خود نسخ کا سال ولادت
۱۲۴۹ھ ہے (شعب)۔

مرزا رحیم بیگ رحیم کے متعلق خود مہبائی نے لکھا کہ مہبائی سے بغض کتب یا
اصلاح شعر کا اتفاق نہیں ہوا، لیکن اپنے بعض رسائل پر اصلاح لی اور اس کے علاوہ کلمتہ
سے بہت سے نوادہ علمی حاصل کیے۔ (گلستان)۔ رحیم کا قول ہے کہ ”حین تحقیق لغات و کلمات
از غم خانہ فیض مہبائی خوردہ“ (رسالہ) ساطع برہان کا سال طبع ۱۲۸۲ھ ہے۔ رحیم نے سعادت
کی طرح محض چند اعتراضات سے بحث نہیں کی، کل یا تقریباً کل اعتراضات کے جواب دیے ہیں
اس کا اچھ عمریاً طنز یہ ہے کہ بھی غالب کو تمسیر و مساسان ششم کہتا ہے، کبھی یہ کہتا ہے کہ
ایسے اعتراض میرا سا کور ہو، ذکرے تو کرے غالب کے لئے زیبا نہیں، مگر کہیں کہیں کھلم کھا
یہ بھی کہتا ہے کہ غالب سے بغض وقت ہے۔ اس شخص نے بھارت سے محمدی کے بار جو
کس طرح قاطع کا جواب لکھا حیرت انگیز ہے۔ غالب کا یہ بیان کہ سیاح نے رحیم کے بشیر خوا
کو لطائف میں رد کر دیا ہے (اردو ص ۲۳) بالکل خلاف واقعہ ہے۔ غالب نے نامہ غالب میں
محض چند امور سے بحث کی ہے، اس سے ساطع کا درجہ صحیح متعین نہیں کیا جاسکتا۔ رحیم فارسی
اردو دونوں کا شاعر ہے اور اس کا کلام تذکرہ دل میں مناسب۔ تذکرہ دل میں ان کی موت کا
ذکر نہیں۔

امین الدین امین دہلوی مصنف قاطع القاطع دہلوی کے شاگرد تھے۔ گلستان میں
کہ ”علوم متعارفہ کو نہایت تدقیق کے ساتھ... تحصیل کیا“ اور پایہ تحقیق کو عرش انفاذ تک پہنچا
..... اشعار فارسی نہایت مسانت سے کہتے ہیں۔ علم مجسم..... ان کے لب کو کبھی جسم ہے
خالی ہیں پایا... حق کا ذکر محرق میں ہے یہ سعادت اور امین کے ذاتی تعلقات پر مشعر ہے
تین میں (ص ۱۵۵) غالب نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مرید کے معارف بیع سعادت نے اس کے لئے
یہ خلاف تیاں ہے لیکن، یہ بخوبی ممکن ہے کہ حق سعادت نے اپنے خرچ سے چھپائی ہو۔

لہجہ بہت خراب ہے۔ سخت سست تو کہا ہی ہے۔ فحش کالمیاں بھی دی ہیں، میرا گمان ہے کہ
 امین نے صرف برہان نہیں، سعادت کا بھی انتقام لیا ہے۔ غالب کو بدزمانی کا پھل اچھا نہیں
 ملا یعنی سید عباس مرحوم نے انھیں ٹھیک لکھا تھا کہ ظرافت مذکورنی تھی۔ تیغ کے انظاریا کے
 بعد غالب نے امین پر ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ چلایا، جس کی روداد رسالہ اردو میں
 شایع ہو چکی ہے۔ امین کے جرم میں کچھ شبہ نہ تھا، لیکن کئی مولویوں نے غالب کے خلاف
 جھوٹی گواہی دی، اور غالب کے وکیل نے بھی کسی صلاحیت کا ثبوت نہ دیا، کامیابی کی اُمید
 نہ رہی تو آخر کار انھوں نے راضی نامہ داخل کر دیا (یادگار صفحہ ۵۷)۔ امین نے سب و شتم ہی
 پر قناعت نہیں کی، اپنے دعویٰ کی فرضی سندیں بھی بے تکلف پیش کی ہیں۔ جس وقت اُن کا
 ترجمہ تذکرہ شایع میں لکھا گیا ہے ظاہر اندہ تھے۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ،
 شاید سعدی کے یہاں ملتا ہے، لیکن باب الالباب عرفی جلد ۱۷۷ پر یہ قطعہ موجود ہے۔
 نام کی جگہ پر نقطے ہیں :-

دگر بس انیم باز برو و زیم دامنے کو فراق چاک شد سست
 و زب انیم مدز با پست اے بسا آرزو کہ خاک شد سست

(۳) استغاثہ تیغ کے آخر میں ہے اور اس کا عنوان اللہ اکبر ہے۔ تقریباً کل سوالوں کے بعد
 اور ہر جواب کے بعد محمد المدعو بہ مصطفیٰ امر قوم ہے۔ یہ زب مصطفیٰ خاں شیعہ شاگرد غالب ہیں۔
 اُن کے موید میں سے بھی دو ضیاء الدین احمد خاں، تیرا در حالی غالب سے یہ نسبت رکھتے
 ہیں۔ سعادت علی خاں مشہور آدمی نہیں، رسالہ عید الکرم کے آخر میں جو استغاثہ ہے اُس کا جواب
 دینے والوں میں یہ بھی ہیں۔ تعجب ہے کہ غالب کو نہ یہ سوچا کہ جب میں کل ہندوستانی نازی
 دالوں کو خواہ وہ شاعر ہوں یا فرزند جنگ نگار نامعتبر قرار دے چکا ہوں تو ہندوستانیوں سے
 فتویٰ لینے کے کیا معنی؟ اور نہ یہ بتاؤں گے ذہن میں آئی کہ جو اصحاب خود میری غلامی والی
 کے قائل نہیں وہ میرے معتقدین و ملازمہ کو کیا غلطیوں سے لاسکتے ہیں۔ تہذیب کی عبارت عیو سے
 ملو ہے۔ سوالوں کا جواب فارسی دالوں اور شاعروں سے طلب کرنا تھا۔ صاحبانِ قوتِ ناطقہ
 و توتہ عاقلہ سے استفادے محل ہے۔ غالب نے 'احد اللغین' میں سے جو لغت صحیح ہو،
 لکھا ہے، 'احد کی جگہ' 'احدی' چاہئے۔ 'احدی اللغین' کے بعد میں سے نہیں آسکتا اس لئے
 کہ صرف ایک لغت رہ گیا ہے۔ اگر 'احدی اللغین' کی جگہ 'لغین' بھی ہو تو بے محل ہوگا اس لئے

بہر بعض سوالات کا غرض لغت سے کوئی سروکار نہیں۔ مثلاً سوال ۷ اور بعض میں ایک ہی لغت سے یا کائنات کے متعلق استفسار دو میں سے ایک کو صحیح قرار دینے کا سوال نہیں۔ مثلاً سوال ۱۶۵۶۔ غلط ساڑ، سہو کا تباہ ہے، عہد ساز، چاہیئے۔ سوالات ان امور سے متعلق بھی ہیں جو احمد اور غالب کے درمیان مابہ التزاع نہیں، تیغ موید کا جواب ہے اس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

سوال ۱: اس سوال میں بڑا ذریعہ نہیں ہے۔ فردوسی اور خاقانی شاعر ہیں۔ مگر انھوں نے آثاران داسدی کی طرح نثر میں اور شمس غفری کی طرح نظم میں فرہنگ نہیں لکھی، یہ دوسری بات ہے کہ ضرورت سمجھ کر فردوسی مثلاً بعض ناموں میں الفاظ کے معانی بتا دیئے ہیں مثلاً میوز۔ شاعر کو الفاظ کے استبدال کا خاص سلیقہ ہوتا ہے، لیکن یہ فردوسی نہیں کہ اس کی زبان دانی اس قسم کی ہو جیسی فرہنگ نگاروں کی ہوتی ہے۔

قطران قول شعرا میں ہے، انھوں کی فارسی دانی کی نسبت نادر خسرو کی یہ رائے ہے۔ ”زبان فارسی نیکی کو بھی دانت ... دیوان منجیک و دریقی ... پیش میں بخواند و بر معنی کما دلا کہ مشکل بود از من پرسید“ (مضمر نامہ)۔ خسرو بلذبیانہ شاعر ہیں، ایک اصطلاح کا اشتقاق جو انھوں نے بتایا ہے، کو تسلیم کر سکتا ہے؟ شعرا کے کلام کا معنی فرہنگوں سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ بلکہ قدیم شعرا کے کلام کا مفہم فرہنگوں کی طرف رجوع کئے بغیر اچھی طرح سمجھ میں نہیں آسکتا۔ قیاس سے ہر فکر کام نہیں لیا جاسکتا۔ فرہنگ نگار کے مستند ہونے کا دار و مدار اس کے وطن پر نہیں اس کی تحقیقات پر ہے۔ بدخوبی ممکن ہے کہ کسی خاص مسئلے کی تحقیق ہندوستانی ایرانیوں سے بہتر کریں، ایرانی خود ہندوستانی فرہنگ نگاروں کی سندیں بے تکلف پیش کرتے ہیں۔ لغات کے معانی و کلمات اشعار سے لغات کی حرکات و سکنات کا بھی مکمل علم بہت کم ہوتا ہے۔ بڑے غلط فہم کو جانے دیجئے، دہرئی دور، حروید اور آدہ باب کو بٹہ۔ اگر یہ طور تا یہ نظم نہیں جو نے نوزاد سے زیادہ جو علم ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ وہاں ہے اور نہ متوجہ کی طرح کیا گیا ہے، مطلقاً نہیں چلا سکتا۔ یہ طور و انداز نہیں اور حرف و حدیث سے مل کر رشتہ کو جو بانے تو

سے قتران فارسی بس میں منجیک و دریقی کا کلام ہے زیادہ باب ۱۰

غالب نے قاطع میں دعویٰ کیا تھا کہ جو لوگ سعدی کے شعر کی سند پر گرفت کی راہ کو چلو
 کہتے ہیں، غلطی پر ہیں۔ فردوسی شاہ نامہ میں سو جگہ گرفت کو خفت و گشت کا قافیہ اور ہزار
 جگہ شکست کا قافیہ لایا ہے۔ لیکن وہ ایک جگہ اسے رخت کا قافیہ لایا ہے اور غنائی نے
 کہا ہے :-

’فخریش تورہ پیادہ رفت ہر غاشیہ تو بر گرفت‘

صحیح یہی ہے، اور جگہ ’تغایر حرکت ماقبل ردی‘ ہے۔ اگر کوئی شخص خفتہ را کی سند
 میں جو شعر میں نے دیئے ہیں، انہیں بھی اس تبدیلی سے تھوڑ کرے، تو اسے تحقیق سے
 بہرہ نہیں اور میں اس سے یقیناً کہہ نہیں سکتا۔ سعدی کا شعر جس کا ذکر آیا ہے یہ ہے :-
 ’تسبیم تناسل دست بر لب گرفت کہ سعدی ہزار پنجہ دیدنی شکست‘ اناطع ۷۸۳۔ یہ تو
 ظاہر ہے کہ الب اس سے اختلاف نہیں کرتے کہ شکست کا کان سکسور ہے۔ در نادار یہ
 فردوسی کے سعدی کی سند دینی غلط ہے۔ اس سے گرفت کی را لا خفت ثابت ہو تا ہے۔ اس
 سے اختلاف بھی تو یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ فردوسی نے ہزار بار جس طرح استعمال کیا ہو گئے
 ان شکستوں پر جو اس کے مقابلے میں بہت کم اس کی زبان پر ہیں کیوں تو یہ نہ دیکھا جائے
 اور اگر فردوسی ہزار بار ایک طرح اور سو بار ایک طرح ’تغایر حرکت ماقبل ردی‘ کا ارتکا
 کو چکا ہے، تو یہ کیوں ناممکن سمجھا جائے کہ رفت اور گرفت کے قافیے میں یہ سب ہے۔
 ’تغایر حرکت ماقبل ردی‘ کے الفاظ کے (استعمال سے یہ ظاہر ہے کہ غالب ف کو ردی
 قرار دیتے ہیں۔ حال اُن کہ ردی س ہے۔ یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ ردی قافیے
 کے آخری حرف اصلی یا اس کے قائم مقام کو کہتے ہیں۔ غنائی کا شعر را کی کسی خاص
 حرکت کے ثبوت میں وہی شخص پیش کر سکتا ہے جو فن قافیہ سے بالکل ناواقف ہو کر ’رفتہ‘
 میں تھوڑی سی جوت و دھل لائے، تحقیقی سے اس کو متحرک ہو گئی ہے۔ اس صورت میں
 ر کی حرکت قافیہ میں خیال نہیں رہتا، ’معد‘، ’مک‘، ’مب‘ ہو سکتی ہے۔ ان باتوں کو
 احمد نے مزید (دیکھنا) چنی طرح سمجھا دیا تھا اور ’فون‘ سے وہی بات کہی ہے جس پر
 جہر کا اتفاق ہے۔ لیکن غالب ’تسبیم تناسل‘ میں ہزار گ کا ست ہے۔ ”مولوی“

لے اسکی حقیقت تحقیق پر ملاحظہ ہو۔ ”تسبیم تناسل“ حوی جامی نے اللہ سبحانہ کی تسکین سے

لکھا ہے گرفتار بکسر ہیں میں پوچھتا ہوں کہ کیا رشتہ بھی بکسرہ اول ہے؟ (اس کے بعد فردوسی اور خاقانی کے وہی شعر دیئے ہیں جو قاطع میں ہیں) اور جو از اختلاب حرکت ماقبل ردی سے قدما کے دیوان بھرے ہوئے ہیں۔ خصوصاً فقہ و لیس فیامین میں فخر گرگانی نے قید حرکات ثلثہ اٹھادی ہے۔ گشتہ و گشتہ قافیہ "۱۹ گشتہ و گشتہ کے قوافی کو غالب کے سوا کسی نے غلط نہیں کہا۔ (اس سلسلے میں تیغ و لا اور اور و قد بھی ملاحظہ ہو غالب یہ کہنا بھی غلط نہیں کہ گرفت کی راء مفتوح ہے۔ سرور و کا شانی لکھا ہے۔ ۱۔ شکفت بکسر کا تازی عجب باشد۔ بستاں کے خردہ بر شاہ عزیز نہیں گرفت کہ حسنہ ندارد ایا زلے شکفت، ذ ۱۷۵۔ سرور و کے نزدیک گرفت کی راء کسور نہ ہوتی تو وہ اس شعر کو شکفت کے کسور الکاف ہونے کی سند میں نہ لاتا۔ آخر میں اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ "بلغت و قلم کاف نیز آمدہ" لیکن ظاہر یہ مردہ زبان سے متعلق نہیں اس کی بنا وہ اشعار ہیں جس میں شکفت ایسے الفاظ کا قافیہ آیا ہے جن میں ب سے پہلے کاف مفتوح یا مضموم ہے۔ جہاں نگیری میں صرف کسور الکاف ہے اور لفظی کا شعر حسنہ میں دیا ہے جس میں شکفت کا قافیہ گرفت نظم ہوا ہے۔ فرہنگ نو بہار جلد ۱ میں جس کی حاج محمد علی تیسری خیابانی ہیں۔ شکفت = تعجب بکسر اوں وثانی مندرج ہے اور گرفت کا وزن فرشتہ تہا یا ہے۔ شعرا سے ایران کے کلام میں گرفت بہ کثرت رکت کا قافیہ آیا ہے میں دو مثالوں پر اکتفا کر دوں گا۔

آخر الامر قاعدے گرفت نامہ نظم دارد نیک شکفت - انوری ضمیمہ
 ہنر دست و بیغیر مال گرفت نگر تاجہاں را چگونہ گرفت - صاحب مازندرانی
 بیدار ۲۷۱ - اس کتاب میں اس شاعر کے ذرا شعر ہیں جن میں یہ قافیہ آئے ہیں۔
 سوال ۲ - پیدائش و دیالیش کے متعلق غالب صرف یہ کہنا کافی سمجھتے ہیں

۱۔ انجمن آرائے ناصری میں شکفت کو کسور الکاف لکھا ہے اور آخر میں وہی عبارت ہے جو سرور و فقہ و لیس کاں کے بارے میں تحریر کی ہے۔ فقہ کاف کی مثال میں سرور و خاقانی اور فخر الکاف کی مثال میں سعدی کا شعر پیش کیا ہے۔ مرقہ الدکر میں فقہ کاف قافیہ ہے۔ اس سے فقہ کاف کا ثبوت نہیں مل سکتا۔ فن قافیہ سے انجمن آرا کا مصنف بھی ناواقف معلوم ہوتا ہے۔

کہ ان کا صحیح ہونا 'نظارہ کا حاجت مند نہیں' لیکن جو ان کا قاعدہ ان کا مخالف ہے،
ایراؤں کی لکھی ہوئی فرہنگوں یا ان کے ادب سے ان کے استعمال کی مستند پیش
کرتی تھی۔ میدانِ تحقیق کے دیوان (مطبوعہ و مخطوطہ) میں ایک جگہ ملتا ہے مگر پلور
قافیہ نہیں، جناب ڈاکٹر غنیمت شادانی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ابو الفضل کے یہاں
کئی جگہ آیا ہے۔ آج کل ایرانی کثرت استعمال کرتے ہیں۔ محقق کے معاصران میں قافیہ کے
ایرانیوں کے یہاں مجھے یہ نثر ملا۔ زیبا پیش اردو میں استعمال سے ایرانیوں
کی زبان پر نہیں۔

سوال ۳۔ احمد نے صائب زلانی والہ ہندی مسیح کا شی و غیرہ کے کلام
سے ثابت کیا ہے کہ ایرانی راند و ماند کی قسم کے لفظوں کو تند و کن کی قسم کے لفظوں سے
قافیہ لاتے ہیں۔ مسیح کا شعر جو یہاں ہم جلد اول (صفحہ ۱۲) میں بھی ہے یہ ہے: "آتش
بزبان شعلہ بر من زدہ بانگ کتر بہر چہ کیان خاکستر گنگ" غالب اور ان کے
دردگار اسے دوسرے کو ثابت نہ کر سکے۔

سوال ۴۔ تہذیب میں غالب نے اس سوال کا جواب بھی بتا دیا ہے جو انھیں
نہیں چاہئے تھا۔ چشم عیب ساز، احمد کے نہیں برہان کے الفاظ ہیں و تفاسیل راست
عیب ساز ہیں کوئی خاص مباحثہ نظر نہیں آتی۔ یہ عیب ہیں، کے معنی میں نہیں عیب
آفریں کامرادن ہے۔

سوال ۵۔ جو ایسا غلط ہے۔ اعتراض کا سہرہ ہو سکتا ہے۔ اگر
غالب نے دوسروں کا اعتراض دیکھا تو وہ از خود ان کے ذہن میں نہیں آ سکتا تھا اور انھوں
نے اصلی معترض کا ذکر بلا راہ نہیں کیا تو سہرہ میں کیا مشہ ہے۔ سامانی کا بیان آپ ہیں
سے متعلق ممکن ہے غالب کی نظر سے نہ گزرا ہو، لیکن، محشی برہان کے اعتراض جو انھوں
نے اپنی جانب سے پیش کئے ہیں اس کا کیا جواب ہو سکتا ہے؟ برہان میں... دانتے
ہیں در ان میں سے بیشتر غریب، الفاظ سے متشن ہیں، لیکن غالب قاطعاً یہ محشی
کے ایک اعتراض کو غلط قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں: "تہمتان کا انکار و انطباق باجماع
لحاظ شہادت، اما ہم در اختلافات و برائی کسی مخالف نے یہ لکھا کہ خوشی نہایت ناری سے
متعلق بھی ہیں اور غالب کے کچھ اعتراضات خوشی میں بھی ہیں تو درفش... نہ کہ اکثر

بنادیا۔ اُن کا قول اس توہم کے بعد بھی غلط رہا۔ قاطع کے متعدد اعتراضات حواشی پر بیان
 مانو گئے۔ اور اس کا اعتراض غالب نے نہیں کیا تھا، بلکہ یہ لکھ کر کہ حواشی کا تعلق صرف لغات
 عربی سے ہے کتابت اس سے انکار بھی کیا تھا کہ لغات فارسی پر اُن کے جو اعتراض ہیں،
 وہ حواشی سے لئے گئے ہیں۔ درفش میں غالب نے دوسری ردش اختیار کی ہے، جا بجا
 فخریہ اس کا ذکر کرتے کہ سات فضلائے کاکہ جو برہان کے محشی ہیں میرے ہم نوا ہیں۔
 غالب کو اس کی بھی خبر نہیں کہ یہ حواشی کے روک کے لکھے ہوئے ہیں، اور محققین مطبعہ طبعی
 جن میں حکیم عبدالجلیل کے سوا کس کے عالم ہوئے کا ثبوت موجود نہیں، ان سے کچھ سروکار
 نہیں رکھتے۔ (تفصیل محقق)۔

سوال ۶۔ یہ اعتراض پہلی بار درفش میں کیا گیا ہے، احمد اور غالب میں
 مابہ التّعارض نہیں۔ برہان نے دوسری فہرستوں سے لیا ہے اور شش ضرب نتیجہ خواہش
 نتیجہ خوب فہرستوں میں ظاہر الاوری کے ان دو شعروں کی وجہ سے خال کیا گیا ہے:
 زہرِ حشر تو دائمِ پیشش نتیجہ خوب زہرِ حشر تو آستین است شش ممکن
 صدفِ بگوہر و نافہ بزشک نے بزشک شجرِ بیدہ و خارِ ابنِ روحنا رہمن
 کلیات ص ۳۱ سفر بزمِ بھاروں کے مسلک کی ترویج محقق میں لے گی۔

سوال ۷۔ 'چشمِ مخالفانِ بیازن بہ تیر' مؤید میں نادر المعاد کے
 حوالے سے فخری کی طرف منسوب کیا گیا ہے، اور اس میں مہرغ ثانی اس طرح ہے:
 "ہم جو کف دے بزر آزدے"

غالب نے اعتراض سے پہلے نادر کو جو ایک مطبوعہ کتاب تھی دیکھ لینا ضروری تصور نہ کیا۔
 غالب اگر مردِ فخر فارسی کے ارتقا سے واقف ہوتے، اور انھوں نے شعرائے ایران کے کلام
 کا ایک بڑی حد تک نقطہ نظر سے مطالعہ کیا ہو، تو اس مہرغ کو ناموزوں نہ کہتے۔ یہ مہرغ
 جیسا کہ احمد نے شمشیر میں لکھا ہے بکر سربیع میں ہے اور اس کا وزن مفتعلن مفتعلن
 ہے، انھوں نے اس بکر کے بارے میں طوسی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:-

"ما یارسی بہرمان مطوی یار داند و بر سالم و مجنون شعر نیا دہ است الا آخر حرفی"

مطہ انتخاب کلیات (لاہور) میں یہ بیت ابنی اور جناب عرشی سے معلوم ہوا کہ کلیات طبع برہان میں بھی نہیں۔

ماہ النزع ہین (تفصیل راست)

سوال ۹۔ بے شک غالب کا اعتراض صحیح ہے، احمد نے اس کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے مگر غالب خود محسوس گئی سے محترم نہیں۔

سوال ۱۰۔ ۱۱۔ یہ اعتراض پہلی بار درخش میں ہوئے اور غریقتین میں ماہ النزع ہی۔ دونوں اعتراض صحیح ہیں، لیکن سوال ۱۱ میں جو اعتراض ہے وہ حاشیہ برہان میں بھی ہے۔

سوال ۱۲۔ ہندوستانی اصطلاح بے شک گہری ہے۔ احمد بھی یہی کہتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ان کا یہ قول بھی کہ غلط کردن فارسیاں درحرف لفظ ہندی اذنا شنائی زبان است (۲۳۲)۔ فارسی میں کات عربی و فارسی بہ کثرت ایک ہی مرکز سے لکھے جاتے تھے۔ برہان یہ سمجھا کہ کات عربی سے ہے۔ یہ غلطی ایسی نہ تھی کہ اس کے متعلق سوال کیا جاتا۔

سوال ۱۳۔ چکری کے بارے میں برہان لکھا ہے، ”بوزن متغری نوے اذیر اس وہ ہندوستان دفتر آگونیہ“ غالب نے اعتراض کیا تھا کہ ”... در لہجہ مختلفیت“ چکری نے گویہ ”... نہ چکری“ احمد نے جواب دیا ہے کہ ”... واہ نیز در بعض الفاظ ساقط شود۔“ مثل سو گھر۔ عالی۔ سنگر بردان ہنر آردہ ...“ و نازش شرح نظریے سنگر سے خود (۲۳۳)۔ غالب نے تیغ میں دعویٰ کیا ہے کہ ”جو علماء و شعرا ایران سے آئے لہجہ ان کا ہندی نہیں ہو اطلاق اہل ہند کی املا کے موافق رہی (۲۳۴)۔ یہ زبردستی ہے۔ بہت سے لفظوں کا املا بھی بدلا ہے۔ آرد کے ادبی استعمال سے قبل صحیح املا معلوم بھی یہ مشکل ہو سکتا تھا۔ برہمن ہی کو لہجہ ہندوستانی کی کس زبان میں اصلاً اس طرح تھا؟

سوال ۱۴۔ پاؤ کے بارے میں احمد نے خالق باری کا یہ مصرع

”بدو دست بات و قدم پاؤ کہیے“

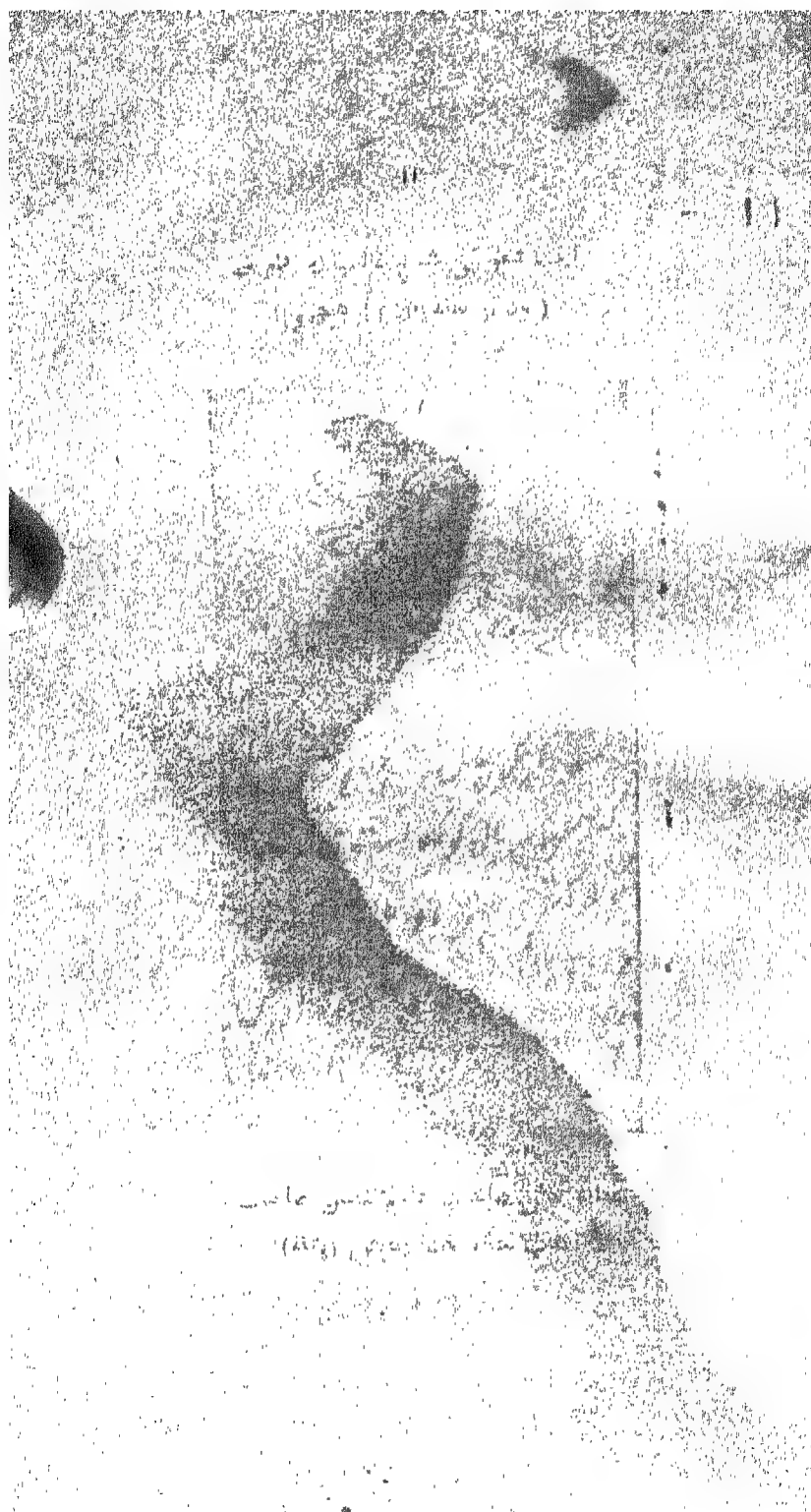
دعا یہ چار، پیش کیا تھا (۲۳۵)۔ غالب تیغ میں اسے تسلیم کیے بغیر کہ یہ امیر حسد کا ہے، یہ لکھتے ہیں کہ باہلہ باہلہ لیتا ہو، گئے۔ شاعر ہاں کے عہد میں یہ زبان نہ تھی (۲۳۵) اس ہند کی ہندوستانی زبان کے متعلق غالب کے معلومات سمجھ نہ تھی، تحقیق کیے بغیر ایک بات لکھ دی۔ پھر یہ کہ ہندوستانی لفظ میں اگر برہان نے غلطی کی اور وہ بھی متبع جہانگیری تو اس سے اسکی فارسی دلی پر حرج نہیں آ سکتا۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ میں برہان کو بڑا فارسی داں تصور

کہتا ہوں۔ میری رائے میں وہ تحقیق سے بہت کم واسطہ رکھتا ہے اور مفقہ محض ہے۔

سوال ۱۵۔ احمد کو پیریشید کی محنت پر اصرار نہیں (موتیہ ص ۱۳۱) اس لئے اس کے بارے میں سوال فصول ہے۔ احمد کے اس قول کا کہ پریشاں پریشیدین سے ماخوذ ہے غالب نے کوئی جواب نہیں دیا۔

سوال ۱۶۔ یہ اعتراض بھی پہلی بار درفش پر کیا ہے اور فریقین میں بہت ترغیب نہیں شمشیر میں احمد نے اس اعتراض کو صحیح مانا ہے۔ (ص ۱۳۱)۔

(۲۲) میرد لایت علی کے نام کا خط فیض صغیر (دشتات صغیر) کی اشاعت ثانی سے ماخوذ ہے۔ غالباً اشاعت اول میں یہ خط نہ تھا اور فیض صغیر کا جو علامہ حال میں تھا اس میں بھی یہ خط شامل نہیں۔ صغیر بلگرامی نے اس خط کو اس دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ ٹکٹ نمونہ بھی ہے، لیکن مجھے جناب ڈاکٹر عبدالستار دہلوی کی اس رائے سے کامل اتفاق ہے کہ اس سے ٹکٹ کی تائید ثابت نہیں ہوتی۔ (خط بہ نام راقم) میرد لایت علی کے متعلق تحقیقات سے کوئی نئی بات معلوم نہ ہوئی، اور نہ اس خط کا پتا چلا جو اس سے پہلے غالب نے میرد لایت علی کو لکھا تھا۔ اس خط کا لفظ البتہ تم میں محفوظ ہے اس پر یہ عبارت مندرج ہے: "و در عظیم آباد پٹنہ بہ محلہ کشمیری کوٹھی مطبع عظیم المطابع موهول و بہ خدمت جناب میرد لایت علی صاحبہ"۔ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ خط "میرد لایت علی" کے نام پر لکھا گیا ہے۔ غالب ۱۸۶۲ء ہے۔ اس لفظ کے جناب ڈاکٹر عبدالستار دہلوی نے اس کتاب کے ساتھ شایع کیا ہے جس کا عنوان غالب کے لفظ ہے اور جو اپریل ۱۹۲۲ء کے ہندوستان میں چھپا تھا۔ صغیر بلگرامی ہلکے خط (ص ۱۲۲) میں لکھتے ہیں کہ جب میں نے ہندوستان خیال کو اردو کر کے اس کی ایک جلد مطبع عظیم المطابع پٹنہ میں چھپوائی اور اس کا اشتہار بذریعہ اودھ اخبار شہر ہوا، حضرت غالب نے ایک خط مع اس کی قیمت کے مرسلہ پاس پٹنہ میں بھیجا، میں ایک جلد بھجادی یہ خط لکھا تھا: "شمارہ ۱، گوشتہ البیہ میرد لایت علی ہیں۔ ہندوستان میں ترجمہ صغیر کی ایک جلد میں دیکھیں میں دیکھی تھی۔ اس وقت باوجود تلاش نہ مل سکی۔ غالباً اور جلدیں نہیں چھپیں، بلکہ یہ بھی یقین نہیں کہ صغیر نے اور جلدیں بھی ترجمہ کی تھیں۔ فیض صغیر میں حافظہ معلوم ہے۔ یہ غالباً مہو کا تب ہے۔" حافظہ معدوم "ہونا چاہیے۔" میری وہ حدیب چنیں گئے اند لفظی کا مصرع ہے اور مخزن لاہور



میں ہے (۱۹)۔ مخرج : ہے، غیب جو انی پستذیر فتنہ انداز۔ صہیر بلگرامی نے غالبؔ اپنی ملاقات کا مفصل حال جلوہ خضر جلد ۲ میں لکھا ہے، جس نے اسے غالبؔ ۱۹۱۲ء میں رسالہ اُردو میں چھپوایا تھا۔ اُن کے نام کے اُردو خط بھی ہیں، مگر وہ جلوہ خضر جلد ۲ میں ہیں اور اس وقت نہ مل سکی۔

(۱۵) دو دہائی شعروں کے، ملک، خود غالبؔ کے فلم سے علی الترتیب کس م کے ورق ۱۷ اور ۱۸ پر لکھے ہوئے ہیں۔ اُن کے عکس جناب خاں صاحب قاسم سرگرمؔ فلم م کی عنایت سے مناسبت سے یہاں لائے گئے ہیں اُن کا ممنون ہوں۔

حواشی و تعلیم اُردو :-

(۱) پنج آہنگ کی اشاعتِ اول کے نسخے نہایت کیاب ہیں اس کا منظوم اشتہار اسعد الاخبار آگرہ (۱۲ مارچ ۱۸۶۹ء) میں چھپا تھا۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد علی الترتیب یہ عبارتیں تھیں : "نقل اشتہار منظوم پنج آہنگ مصنفہ حضرت مرزا اسد اللہ خاں صاحب بہادر غالب جو اپریل میں تہمت بھیجے گئے تین روپے اور جو بعد اس کے بھیجے گا چار روپے دینے پڑیں گے۔" "تحقیق نہ رہے کہ یہ اشتہار بے پیل ڈاک میرٹھ ایک خذوم والا شان سننے واسطے درج کہنے اخبار کے میرے پاس بھیجا۔ غلام نجف خاں بن گئے نام سے یہ اشتہار ہے غالب کے شاگرد تھے۔" (خطوط ص ۲۳۳) لیکن یہ "نمذہا برا قاری ہی پڑھیں کچھ محدود تھا۔ شاعر کی حیثیت سے اُن کا ذکر کہہ کر نظر نہیں آیا۔ اشتہار غالبؔ کی طرف سے ہے اور قریب یہ یقین ہے کہ انہیں لکھا ہوا ہے۔ غالب کے لئے خود ستانی کوئی نئی بات نہیں۔ اور اشتہار کی تو ذمہ داری بھی اُن کے سر نہیں۔ یہ اس بے محیط خانے سے لکھی شامل تھا جو میں نے اسعد الاخبار پر معاصرین کا تھا غلام نجف کے حالات آثار الدنیا دید اور واقعات دارالحکومت دہلی مصنفہ بشیر احمد مرحوم میں میں لکھے ان کے والد کا نام محمد سیح الدین اور اصلی وطن بدایوں تھا، مگر بہت کم سستی ہی میں دہلی

اُنکے تھے۔ اپنے زمانے میں دہلی کے حاذق اطباء میں گنے جاتے تھے اور ہمارے زمانے کے شفا الملک حکیم رضی اللہ عنہم اُن کے پوتے تھے۔ اُن کے نام خطوط غالب میں ۲۳ خط ہیں، اُن سے بہت گہرے تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ غالب اُن کے منہ بولے باب تھے اور یہ امر اُس حکیم کو مان لیا کرتے تھے (۱۱۹ و ۱۲۰) غالب نے اُن کے بیٹے کو جو بوتا کھائی وہ شاید اسی بنام ہے (۱۲۱) مگر غالب اور اُن کے بیٹے میں خون کا رشتہ قطعی ہے (۱۲۲) غالب نے غلام محمد الدین خاں اپنے حقیقی بھائی کے لڑا سے کی رہائی پر غلام جغت کو یا رکھا دیا ہے۔ گمان ہے کہ یہ رشتہ بھائی کے ذریعہ سے ہو۔ محمد جغت جن کے نام کا ایک خط پہنچ میں ہے۔ اور جن کا ذکر اس کے صفحہ ۱۱۷ پر بھی ہے، اور اُن کے بھائی محمد حمید الدین (۱۲۳ و ۱۲۴) یقین ہے کہ غلام جغت نے اقربا سے ہوں۔

(۱۲۵) غالب کے خسر الہی بخش خاں معروف (متوفی ۱۲۴۳ھ) نے اُن کی دو ہندو اکوچن میں سے ایک کی ردیف "ہوئے" تک اور دوسری کی "کروں یا ذکر وں" ہے۔ جس نے اُن کا یہ دونوں محسوس دیوان معروف میں موجود ہیں۔ دوسری غزل کا محسوس جن پر نظیر میں بھی چھپا ہے۔ "کروں یا ذکر وں" ردیف دلی غزل میں نے مارچ ۱۹۱۳ء کے میاں میں شائع کی تھی۔ یہ اُس زمانے کی غزل ہے جب غالب احمد سندھو کیسے تھے۔ مگر اس میں وہ وقت آفرینی نہیں جو اس عہد کی غزلوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔ غالب کے یہاں معروف کا ذکر تین جگہ آیا ہے۔ دونوں میں اُن کا ایک ایک مصرع نقل کیا ہے (خطوط ۱۸۵ و ۱۸۶) اور ایک میں لکھا ہے کہ معروف نے ایک نئی زمیں شراب تو دے، تاب تو دے، مہالی میں نے حسب الحکم غزل کی خطوط ۱۸۷-۱۸۸ اس زمین میں معروف اور ذوق کی بھی غزلیں ہیں۔ یہ بات صحیح نہیں کہ ذوق سے مشورہ کا ذکر آزاد کے سوا کسی نے نہیں کیا۔ آپ حیات کی اشاعت سے پہلے تاریخ جدوایہ کا مستفاد لکھ چکا ہے: "تلمع نظر شاعری کے فقیر تھی" "مناور ہندی" اور "ہندی" (۱۸۹) میں آچھے۔ کہ وہ وقت سے جو ہر وقت ہندو اور ہندو کے ہندو اور ہندو کے ہندو کے مستقل طور پر دہلی میں اقامت کریں ہوئے تو اُن کا ایام معروف کے ساتھ تھا۔ سمجھ کے کے متعلق جو حکایت یاد آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ مجھے معلوم ہوتی ہے۔

(۸) یہ دستور جو ہر سعادت ملی کی ہجو میں ہیں لطائف سے ماخوذ ہیں (لطیفہ ۲۸)
 سعادت اس نے غیر معرفت آدمی نہ تھے جتنا کہ لطائف کے دیا چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ میر منشی
 دفتر فارسی محکمہ عالیہ صاحب انتظام کل امور مستقامت (راجستان) وہ چکے تھے،
 اور انہیں لطائف میں اب سررشتہ دار معزول (لطیفہ ۲۹) لکھا ہے غالب نے تیغ
 میں ادا کیا اور اس میں مذکور ہے کہ یہ صاحب انتظام کل امور مستقامت (راجستان) وہ چکے تھے
 درندہ سعادت کی بازی ہوئی مسجور اور کتبہ و کلام طائفہ ۲۸ کے نظم کرتے (سید صاحب)
 سعادت کی کتاب شرق ۱۲۸۰ء میں طبع ہوئی تھی، مطبع احمدی دہلی، (کذا) اے اسے
 چھاپا تھا، یہ خیال کہ یہ مطبع سراجی کے مالک تھے صحیح نہیں، ان کی وفات ۱۲۸۰ء کی تصنیف سے
 کچھ قبل دہلی میں آئی تھی، اس میں ان کا ذکر یہ صیغہ ماضی ہے۔ محرق کی وجہ تصنیف انہوں
 نے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ایک کتاب 'عجائب العجائب' لکھی تھی اور اس کی تصنیف میں
 جہاں میں سے بھی مدد لی تھی۔ قاطع میں جن لغات پر اعتراض ہیں ان میں سے ۲۴ مدائن
 'عجائب' میں بھی تھے، رشیدی، جہانگیری وغیرہ کی طرف رجوع کیا تو اعتراض قاطع نظر آئے
 اندازاً، 'عجائب' میں ہائے غالب کے لئے یہ کتاب تحریر کی سعادت نے بہت سی باتیں ٹھیک
 لکھی ہیں۔ لیکن اس کی طرز تحریر کچھ ہے اور آسانی سے اس کی تصحیح کی جاسکتی ہے انہوں
 نے غالب سے برہان کا انتظام بھی لینا چاہا ہے۔ اور اس کا اصول انہیں حق نہ تھا رجب
 زیادہ قابل اعتراض وہ باتیں ہیں۔ ایک تو غالب کو نایب عبداللہ معشوق قرار دینا (تھامس)
 راجستھان اس غبات کے علاوہ جوشت میں نقل ہوئی ہے ایک اور عبارت سے یہ مطالب نکلتا ہے
 (۲۹) دوسرے یہ تحریر کہ ناکہ ناز حکیم محمود خاں سے اپنے اختلافات اس کا علاج کرنا
 سعادت نے یہ بھی لکھا ہے کہ غالب 'کلام قدر' مستحق نہیں غالب ان کے لہجے کے بہت
 شاکر ہیں۔ یہ مناظرہ ہے یا ٹھکانہ؟ صاحب معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہیجہ "تالیاں بجا کر
 نواں ادا دیتا۔ یہ ایضاً مشن کی کسی نے پھیر دیا ہے" (لطیفہ ۳۰)۔ ناخدا سے شیرازی کے
 نام کے خط میں بھی رسالہ کی باتیں لکھی ہیں (۳۱)۔ غالب نے دو رسالے دوسروں
 کے نام سے صرف کیے، تیسرا غالب میں لکھا۔ رسالہ عبدالکرم اور لطائف۔ تیسرا رسالہ
 داستان بیان اگرچہ جو غالب نے لکھا ہے، لیکن میرا قیاس ہے کہ ان کے کسی مستحق تحریر کی

الطباع غلط بتایا ہو، درفش ۱۲۸۲ھ میں چھپی ہے، اس کا سنہ بھی حالی نے صحیح نہیں لکھا
 (یا دیکھا ہوگا)۔ یہ بات عام طور پر معلوم نہیں کہ قاطع کی کتابت شیخ امیر اللہ تسلیم نے کی تھی، اس کا
 تخلص درج نہیں، لیکن خط انھیں کا ہے اور وہ فارسی متنوی جو غالب اور قاطع کی طرح میں
 انھوں نے لکھی ہے اور قاطع میں موجود ہے، تسلیم کے طرز میں ہے۔ مزید یہ کہ تسلیم کا
 اس زمانہ میں نزل کثرت کے یہاں کتابت کرنا ثابت ہے۔ تسلیم کے استاد نسیم کی ایک
 مستند بھی قاطع میں ہے۔ انھوں نے عجائب دلربا اور شاہ غالب سے عیسوی سال طبع نکالا ہے۔
 (۱۱) سفرنگ دساتیر محمد نجف علی خاں کی تصنیف ۱۲۸۰ھ کی مطبوعہ ہے۔ اس میں مصنف

نے یہ التزام تو نہیں کیا کہ عربی الفاظ نہ آئے یا نہیں، لیکن دساتیری الفاظ کے برتنے سے احتراز
 نہیں کیا۔ غالب کی تقریظ سے پہلے یہ عبارت ہے: تقریظ کو والا فرکاہ خردی راز آگاہ ستود
 گفتار سخن پرور سرمایہ نازش کمال ہنر جناب مرزا اسد اللہ خاں المتخلص بہ غالب المشہور بمیرزا
 نوشہ ادام اللہ تعالیٰ مجید میں بریں نامہ نگاشتہ، ان کا ترجمہ مذکورہ میں یوں درج ہے:

خستہ دہم تخلص مولوی محمد نجف علی خاں بن قاضی محمد عظیم الدین خاں مرحوم قاضی
 قصبہ جھڑ ستاد لؤاب ناظم بہادر مرشد آباد و مہاراجہ الورا ست بدلتے بر فاقیت لؤاب محمد وزیر
 خاں بہادر و لؤاب محمد علی خاں بہادر و الیان لؤاب بودہ۔ ادیب بے نظیر و محقق بے مثل زبان
 عربی و درسی ست۔ حال علم و فضل و ذہن و ذکا لیش الزالیفات کثیرہ او مثل تفسیر
 غریب بہ عبارت فارسی و شرح غیر منقو ط بر مقامات جریری زبان دری شرح تحفۃ العرائین
 بہ زبان دری و شرح دساتیر مسیحی بہ سفرنگ دساتیر بہ زبان فارسی و
 تالیف غدر ہند و ستان بہ زبان دری مسیحی بہ و نیزہ لؤاد و وزیر نامہ منظوم بہ زبان
 دری بنام محمد وزیر خاں دلی لؤاب و نظم ترجمہ منبہات؟ ابن حجر قلائی و
 حاشیہ مطول بہ زبان عربی و حاشیہ ہدایہ فقہ و توضیح المعانی و ایضاح البیان
 و بیع السبوح و لب الالباب و خلاصۃ الافکار و شرح شرح حیضی و تذکرہ
 شرق القمر و درسی کشا و زبدۃ الغرائب و مکملہ صولت فاروقی منظوم بہ زبان دری
 و قصہ ہمیر و انجھا منظوم و ترجمہ تقویت الایمان بہ زبان عربی و تالیف مرشد آباد
 و شرح ندامت زنی بہ زبان دری و ترجمہ انجیل وغیرہ لؤاں دریافت۔ تقریظ
 بر مرسلہ شاہد عشرت۔ نگاشتہ قلم۔ اوست۔ بارہ ملاقاتش در مرشد آباد و بنارس

جوہر کے نام کے ۳ فارسی خط تہج میں اور اتنے ہی اردو خط خطوط میں ہیں۔ جناب سید وزیر احسن عابدی مجھ سے کہتے تھے کہ ان کے نام کے غیر مطبوعہ خطوط موجود ہیں۔ غالب کے کلیات فارسی میں ایک رباعی ہے جس میں جوہر اور سہ کش کی تعریف کی ہے (صفحہ ۱۵۵) جوہر کے قطعات تاریخ اردو قاطع، درخش اور لطائف میں موجود ہیں اور مقدمہ الزکر کی اشاعت کے محرک اولیں یہی تھے۔ ان کا کلام زیادہ نہیں ملتا۔ تذکرہ میں ہے کہ پانچ چھ برس قبل انتقال کیا۔

(۱۴) غالب نے لکھا ہے کہ ”بیچ کا دل برفن تاریخ د معما نبادہ ام“ (تہج ۱۵۸) لیکن تین سہ کے نام اور کم امیں موجود ہیں پہلے کا حل عبداللہ ہے ”بد“ ”پر چشم“ یعنی ”عین“ کا اضافہ ہوا تو ”عید“ بنا یہ خدا یعنی ”اللہ“ کا پہنچا تو ”عبداللہ“ ہو گیا۔ دوسرے کا اصل کمال ہے۔ ”کلام“ کا کات اپنی جگہ پر رہا، اور لام مقلوب ہو گیا، کمال بھل آیا۔ تیسرے کا حل ”شیخ کمال“ ہے۔ ”نیم شب“ ”بستہ“ = ”شیخ“ ”گذر گاہ“ ”نور ام“ یعنی م اور سر آب یعنی الفت م اور ل کو درمیان آیا، ”شیخ کمال“ ہو گیا۔

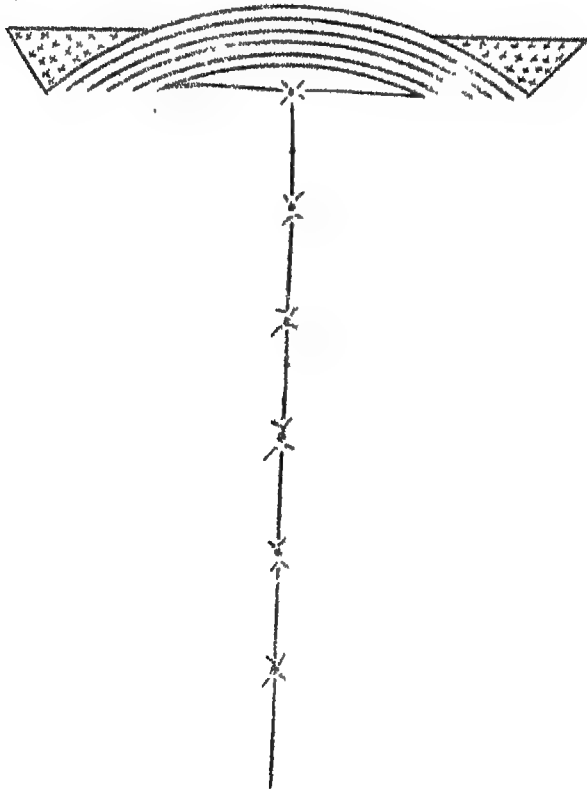
(۱۵) رباعی سید حسین کی اشاعت اول سے ماخوذ ہے۔ جناب مالک ام کی اشاعت سے خارج ہے۔ نہ معلوم کس کی ہو ہے۔

(۱۶) (الف) ”ایں نسخہ... خرمچنگ“ لطائف کے سرورقی پر ہے، یعنی کہ غالب کا ہو۔ لطائف میں غالب کا ایک فارسی شعر اور سہ ہے، مگر اس قدر ہیروہ کہ میں نے اسے آثار میں شامل نہیں کیا۔

(جے) ”لاجرم... ہیرامن“ اس شعر کی شان نزول یہ ہے: امیر حسن خاں بسمل (متوفی ۱۲۶۳ھ) عاشق علی خاں کا گوردی (متوفی ۱۲۵۶ھ) کو شہتے تھے جس زمانہ میں غالب کلکتہ پہنچے ہیں، وہاں مولانا ذکر شاہ اودھ کی سفیر تھے، اور ان سے غالب سے تعلقات تھے (تہج ص ۹۵) بسمل سے بھی کلکتہ میں ملاقات ہوئی ہوگی، پانچ میں بسمل کے نام کے دو خط ہیں، اور ان کی طرح میں ایک رباعی کلیات میں ہے (صفحہ ۱۵۵) ”ان میں سے ایک خط (صفحہ ۹۵) اور مظفر حسین خاں کے نام کے ایک خط (صفحہ ۹۵) سے معلوم ہوتا ہے کہ بسمل غالب سے ناراض ہیں اور وہ انھیں مرنا چاہتے ہیں۔“ (تہج ص ۹۵) تذکرہ کا مشاعرہ گوردی کا ہے: ”تیرے ہاتھ میں حیدر“

(طبع ۱۶۸۲ء) میں یہ درج ہے کہ بسمل نے نقلی میں یہ شعر کہا تھا:
'ملا زاعن شاعر ابن جہاں، لیک یک طوطی شکر خامن'

غالب نے سنا تو وہ شعر کہا جس کا قافیہ میرامن ہے۔ اس کے بعد مراسلات ہوئے
اس سلسلہ میں جو آخری خط غالب نے لکھا تھا اس میں وہ مزید راجعی تھی جو کلیات
میں ہے۔ مصنف نے اپنے بیان کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا، لیکن یہ لکھا ہے کہ بسمل نے
۱۲۶۰ھ میں "پنج کے جواب میں پنج گلبن تصنیف کی تھی، عجب نہیں کہ ان کا ماخذ یہی ہو۔
تذکرہ مشاہیر کاوری لکھا ہے کہ اب نہیں، مگر اس پر بھی میرامن والے شعر اور اس کی
شان نزول سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ اس شعر کے آثار میں شمول کی یہ دلیل ہوئی۔



[illegible]

۱۸۳۲ء میں پڑتی ہے، مگر مہتری میں اس دن ہجری تاریخ ۱۲ شوال دی ہے۔ یہ
 متیقن ہے کہ اس کی تاریخ ۱۵ سراج ۱۸۳۲ء سے چند دن قبل ہے۔
 تیاں کے نام ۲۶ خط متفرقات میں ہیں، پنج یا آٹھ دوسے مثلے دیگر میں ان کے ام
 کا کوئی خط نہیں۔

فیض الدین حیدر معرفت حیدر جان کا ذکر ان کے بعض خطوط کے سوا غالب کی
 اور کسی مختصر میں نہیں ملتا۔ دل نشا میں مرقوم ہے ”و شائق خواجہ حیدر جان پسر خواجہ
 علیہ اللہ ذکرنا باشندہ جہانگیر شاگرد غالب :-“

یوں بہتوں اب بنا اور نگہ کیا جیسے کہ بس جناب ہا اور نگہ کیا
 شیشہ گر کی ہوتا ہے جو تھوڑے تھوڑے اشک ناسوں کو بنا دے وہیں تھوڑے

سرپاسن کا مصنف لکھتا ہے :- ”خواجہ فیض الدین عرف حیدر جان شائق ولد
 خواجہ خلیل الدین باشندہ ڈھاکہ دارہ دہلی شاگرد غالب“ صفحہ ۱۹۷ (دوسرے
 میں) - نگاہِ ستار سخن میں ہے :- ”خواجہ فیض الدین معرفت یہ خواجہ حیدر جان باب خواجہ
 خلیل باشندہ... بہت و چار سال سے گذر کہ انہیں جہاں گذران گذشتہ اس یک شعر
 از دبیدہ :-“

”میں بود و ہا بود قلم بھرا کہ از کشتگان من است اس“
 سخن میں ہے :- ”شائق تخلص خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر جان... ولد خواجہ
 خلیل اندہ... شاگرد... غالب... شعر فارسی... اردو ان کے یہ دو جو تھے ہیں، ایک
 چھوٹا اور بڑا ان کا نظریہ گزرا بارہ تیرہ برس ہوئے کہ فوت کی۔ کلکتہ میں بھی آئے
 تھے، تندرگہ تھیں۔ یہ ہے :- ”... بننا خواجہ خلیل اللہ کشمیری... بزرگ
 خط کتابت اصلاح گفتہاے خود شاعر از... غالب... سے گرفت۔ بہر
 دو زبان... اشعار اچھے خوب۔ دیوان بختہ اش از نظر گذشتہ بہت
 شش سال اوست کہ... م... رفتہ رفتہ رسالہ یاد و ڈھاکہ (سراج
 ۱۹۲۳ء) میں تحت عنوان ”شعرا“ لکھا کہ اور شواہد کہ یہ ان کا تیسرا نام ہے
 اس کا تھانہ یہ ہے کہ خود کجما لڑا... خواجہ خلیل الدین عباس... فرزند
 ... لکھا تو انہیں دیکھا... اس سال تقیہ ۱۳۳۸ھ ۱۹۲۰ء

نام مزید و فارسیہ کی باقاعدہ تھیں نہ تھی، غالب سے بذریعہ خط و کتابت تلمذ حاصل کیا تھا۔ غالب نے انھیں طبعی اشکال (کدن) کا خطاب دیا تھا، آغا احمد علی اور غالب کے مصر کے میں بھی شریک تھے مگر اب اس کا کوئی ریکارڈ نہیں، اصلی نام فیض الدین حیدر ہے، جو کبھی اختصار کے بعد فیض الدین ہو جاتا ہے۔ والد کا نام علی محمد بن فیض الدین ہے۔ مرنے والا غالب کی طرح نہیں، اور غالب سے ملاقات میں ملاقات کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ اس بات کی کوئی سند نہیں کہ غالب نے انھیں کوئی خط دیا تھا یا انھوں نے غالب کی حمایت کو کبھی کبھار کیا تھا۔ سال وقات کی بھی مشکل ہے۔ مگر یہ یقین ہے کہ سترہویں صدی کی انٹور پشرویں ان کا انتقال ہوا ہے۔ ان میں ان کا نام صرف ایک خط ہے۔

خواجہ محمد حسن ظاہر انشی محمد حسن سے جرن کے نام پرچ میں متور خطوط ہیں اور جن کا ذکر اردو کے ایک خط پر ہے (خطوط صفحہ ۹۰) ظاہر مختلف ہیں، خواجہ محمد حسن اور ان کے بھائی خواجہ محمد اللہ کے متعلق ان میں جو کچھ ہے اس کے علاوہ فی الحال کچھ معلوم ہو سکا۔



۳۳

ان میں سرانج الدین احمد، ابوالقاسم، مرزا اکبر بیگ، مرزا افضل بیگ، نواب علی اکبر خاں، اسد اللہ بیگ، آغا محمد حسین، حکیم صادق علی خاں، حکیم سید احمد علی خاں، محمد علی، خواجہ مستقیم، راؤ ریشو اراؤ، نواب مسام الدین حیدر خاں، محمد حسن سید عالم علی خاں، مرزا جانو، اور، قیتل کے نام آتے ہیں، مگر ان لوگوں کے نام کوئی خط نہیں۔
 سرانج الدین احمد غالب کے خاص الخاص دوستوں میں تھے (صفحہ ۶۶) "مجبور نہیں کہ یہ کہے یا نہ کہے ہو، (مستقرقات صفحہ ۳۵ و صفحہ ۴۰)، عبدالکریم میرٹھی دفتر کمرہ فارسی یا حسین الدین خاں یا دونوں سے رشتہ داری ہوتی بھی دور از قیاس نہیں (مستقرقات صفحہ ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲) جو وقت غالب سکنتہ گئے ہیں یہ ایمان دفتر کونسل سے تھے (خط ۲۷۲)، اس کے بعد انکی تباہی زندہ ہی گئے کہ یہ زمینیت بخش پیش گاہ محمد عبداللہ شاہ ہو گئے تھے۔ (خط ۳۲۶) جناب ہر کا یہ قول کہ کار و بار کے لئے بعض مظلوم سے یہ بھی پتا چلا ہے کہ سکنتہ ممکن تھا (پنج صفحہ ۶۲)

سلسلے میں مقیم تھتے (غالب صفحہ ۱۱۵) میں گائیں۔ گل رنگ کی ترتیب ان کی تحریک سے ہوئی اور اس کا ذکر اس کے دیباچے میں ہے دیوان فارسی میں بھی ایسی یاد کیا ہے :-

”بار لوج الدین احمد چارہ جز تسلیم نیت ورنہ غالب کی گزردوق غرغواں حراء
مقطع کی ابتدائی شکل ہے۔ دیوان سرگزشت میں مصرع آخر میں کچھ تغیر کیا ہے۔ ان کے
نام کے ۴۰ خط پیچ میں اور ۲۰ متفرق میں ہیں ان میں سے گنارہ دونوں میں مشترک
ہیں۔ غالب نے ادا کی ۱۸۵۹ء میں وکستیز کا ایک نسخہ انھیں بھیج دیا ہے اور ایک خط
میں جو رمضان ۱۲۷۸ھ کے کچھ بعد کا لکھا ہوا ہے، ان کے نام کے ساتھ رحمة اللہ علیہ
لکھا ہے۔ (موجود صفحہ ۱۶۶)۔

ابوالقاسم خاں۔ قاسم کے متعلق عبدالقادر خان رامپوری اپنے روزنامے میں لکھتے
ہیں کہ ”دہلی خاندانت، مؤرخ شہ جہاں آباد است، دہندہ بہ گھنہ بود ناہارے
وانہ بہ کلکتہ رسانیدہ معاش نہ درخور لیاقت داشت ۱۱ صفحہ ۱۰۲ صفحہ ۳۱)۔ دیوان
جہاں (نسخہ کلکتہ) میں ہے کہ ”خاندان شاہی سے کچھ قرابت رکھتے ہیں۔ نئی رنگش
کے مصنف کا بیان ہے کہ خاندان بادشاہی سے تھے رنگش نے انھیں شہزادہ لکھا
ہے اور تیمور کی اولاد میں بتایا ہے (نسخہ صفحہ ۳۷)؛ لیکن شہزادہ ہونے کے لیے
تیموری ہونا کافی نہیں، اور نہ رنگش کے علاوہ کسی نے انھیں شہزادہ لکھا ہے۔ غالب
سے غالباً کلکتہ کی ملاقات تھی، غالب کی مدح غزل میں جس کا ذکر تیاں کے سال میں
آیا ہے ایک شعر ہے : ہم سخن اور ہمزایاں حضرت قاسم و تیاں، ایک پیش کا جالیش
در کا یاد گار ملک۔ (متفرقات صفحہ ۱۰۵) اگر در کا یاد گار سے یہ مراد ہے کہ درد
کے بے واسطہ شاگرد تھے تو غالب سے عمر میں بہت بڑے ہوں گے۔ ایک علامہ قاسم کا
بھی غالب کی مدح میں ہے مگر اس کا تعلق غالب کی رشتہ داری سے نہیں۔ ظاہر اس
کے ساتھ جو خط بھیجا تھا، اس میں یہ بھی لکھا کہ کوئی نہائی چو نو درست کر دیں (متفرقات
صفحہ ۱۱۳)؛ اور غالب نے اپنے منظوم جواب میں اس کی ایک غلطی کی طرف اشارہ
بھی کیا ہے۔ ظاہر قاسم شہری الملاک کے متعلق ہے جسے (متفرقات صفحہ ۱۰۵ و صفحہ ۳۵)
غالب کے خطوں میں ان کی وفات کا ذکر نہیں؛ لیکن تیاں کی وفات کے کچھ بعد تک زندہ
رہا۔ کتاب میں نے نہیں دیکھی۔ حیات آرزو صاحب ایک خط سے ماخوذ ہے۔

تھے، ان کے ایک لڑکے کی وفات کی طرہ کی طرف بھی بعض خطوں میں اشارہ ہے (متفرقات صفحہ ۹۱ و صفحہ ۹۳)۔ دلگشا میں ان کا ذکر اس طرح ہے کہ گو ماہر چکے ہیں۔ قرینہ ہے کہ تپاں کی وفات کے کچھ بعد راہی عدم ہوئے ہوں گے۔ پنج دیفرہ میں ان کا نام کا کوئی خط نہیں، متفرقات میں ۲۰ خط میں، نام نہ منظم مزید آں۔

مرزا اکبر بیگ سے غالب کی حقیقی بہن سیاسی تھیں، خط ۲ سے پتا چلتا ہے کہ جن مانی میں یہ لکھا گیا ہے، یہ بھی کلکتہ میں تھے۔ غالب کی کسی اور تحریر میں ان کا ذکر نہیں۔

مرزا افضل بیگ مرزا اکبر بیگ کے بھائی اور کلکتہ میں اکبر تانی کے سیف تھے۔ غالب کا کوئی خط ان کے نام کا موجود نہیں، لیکن دوسروں کے خطوں میں ان کا ذکر

بہت ملتا ہے۔ غالب جب تک کلکتہ میں رہے ظاہر ان سے کوئی شکایت ہوئی، لیکن واپسی کے بعد لکھا ہوا کہ اپنے خواہر زادوں (اولاد مرزا حاجی) سے رشوت لے کر

ان کے ہمدرد ہو گئے ہیں اور غالب کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں (متفرقات صفحہ ۳۹) ان کی وفات تپاں کے انتقال سے پہلے ہوئی ہے اور یہ

جس سنہ ہجری میں ہو صفر کہ آخری پہاڑ شنبی سے پہلے تھی (متفرقات ۶۰)۔

نواب علی اکبر خاں مفتی سیر المتاخرین کے حقیقی بیٹے اور موگلی کے امام باڑے کے متولی تھے۔ غالب ان کے پاس محمد علی صدر امین باندہ ویرادر سراج

الدین علی خاں قاضی القضاۃ کلکتہ کا نقطہ لے کر گئے تھے اور ان کے بہت ملاح ہیں۔ تین بار موگلی جانے کا پتا غالب کے خطوں سے ملتا ہے۔ غالب کا بیان

ہے کہ جب کلکتہ میں ان پر اعتراض ہوا تو انھوں نے اور محمد حسن نے جواب دیئے تھے اور ان دونوں کی تحریک سے باد مخالف کھلی تھی (پنج صفحہ ۸۰) شاید اس سلسلے میں

حیات فریاد میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس کے لئے وہ اپنے غم کے بہین منت ہیں۔ سال وفات کا ابھی تک پتا نہیں چلا۔

اسٹریٹنگ کے لئے غالب کے صفحات ۱۵، ۱۵۵، ۱۵۹، ۱۶۰ ملاحظہ ہوں۔

آغا محمد حسین کلکتہ میں اپنی والدہ کے ساتھ رہتے تھے۔ خانم صاحبہ، جن کا ذکر متفرقات کے صفحہ پر ہے ظاہر یہی ہیں۔ قاسم کی طرح یہی ہماری الماک کے متوسلین سے تھے (متفرقات صفحہ ۹) غالب سے کلکتہ میں گہرے تعلقات ہوئے تو ان کے باندہ لیتہ تھا کہیں

اجندہ عام جہاں ٹانگا ہے، اور اس میں اسے واپس کرتے ہیں۔ ڈیڑھ گز کا ذکر دونوں میں ہے۔

۱۲۱۲ (۱) خواجہ محمد حسن ۹ خط ۱۴ میں غالباً دیوان کی طرف اشارہ ہے، جس کا صراحتاً ذکر خط ۱۲ میں ہے۔ میری رائے میں یہ دونوں خط ۱۰ رمضان ۱۲۴۸ھ کے لگ بھگ لکھے گئے ہیں۔

۱۳ (۱۳) تپاں ۹ (۱) - ۱۵ (۱۵) خواجہ محمد حسن - خط ۱۴ اور خط ۱۵ اکابرانہ تحریر ایک معلوم ہوتا ہے۔ ۱۶ (۱۶) خواجہ فخر اللہ - ۱۰ رمضان ۱۲۴۸ھ۔

۱۷ (۱۷) تپاں ۹ یہ خط ظاہراً اس زمانہ کا ہے جب غالب کلکتہ میں پایہ رکاب ہیں۔ ۱۸ (۱۸) مکتوب الیہ ۹ زمانہ ۹ (۱۹) تپاں ۹ زمانہ ۹ (۲۰) تپاں ۹ (۱۱) - ۲۱ (۲۱) تپاں ۹ خط ۲۱ میں اپنے ملازمین کی کلکتہ واپل کلکتہ سے نادداشت کا ذکر کیا ہے۔ ظاہراً اس زمانے کا ہے جب کلکتہ میں تازہ وارد تھے۔ خط ۲۳ کا اس سے تعلق ہے۔

۲۲ (۲۲) تپاں ۹ متفرقات کا خط ۲۲ یہ نام تپاں صفحہ ۶۳ - غالباً مرزا فضل بیگ کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے۔

۲۳ (۲۳) تپاں ۹ (۲۱) - ۲۴ (۲۴) تپاں ۹ یہ ادبی نزاع کے آغاز کے بعد کا ہے۔ سوال ۲۲۳ یا اس کے کچھ بعد لکھا گیا ہوگا۔ خط ۲۹ و ۳۰ بھی اسی زمانہ کا ہیں۔ ۲۵ (۲۵) تپاں ۹ یہ خط اس وقت کا ہے جب کلکتہ سے رخصت ہونے والے ہیں۔ خط ۱ اس کے بعد کا ہے۔ ۲۶ (۲۶) تپاں ۹ زمانہ ۹۔

۲۷ (۲۷) تپاں ۹ متفرقات کا خط ۲۷ بنام تپاں صفحہ ۶۴ تاریخ تحریر ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۴۸ھ یا اس کے بعد ہوگی۔ مؤخر الذکر زیادہ قرین قیاس ہے۔

۲۸ (۲۸) تپاں ۹ زمانہ ۹ (۲۹) تپاں ۹ (۳۰ و ۳۱) تپاں ۹ (۲۹ و ۳۰) تپاں ۹

۳۱ (۳۱) فیض الدین حیدر ۹ نہیں۔۔۔ اس اصلاح شدہ شکل میں ان کے نام نگارستان مشن میں موجود ہے۔ غالب نے تاریخ تحریر ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۴۸ھ دی ہے۔ ۳۲ (۳۲) تپاں ۹ متفرقات کا خط ۲۲ بنام تپاں صفحہ ۶۵۔ زمانہ بعد

دیوان لیے کبریاقلق ہے خط سے ظاہر نہیں۔ یہ بھی بتائیں کہ دیوان اردو یا دیوان فارسی کا ذکر ہے اگر فارسی ہے اور یہ خط اس زمانے کا ہے جب خط ھالکھا گیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ دیوان ۱۲۴۸ھ میں مرتب تھا۔

(۱۴) اس خط پر بن میں سندسہ نہیں، ظاہر اکاتب ن کے نزدیک خط ۱۲ کا جزو ہے، لیکن یہ صحیح نہیں، یہ جداگانہ خط ہے۔

(۱۵) مزہ بے مزہ؟ کو آلف، اردو میں بولتے ہیں عربی میں غلط ہے، فارسی کر متعلق اس وقت کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔ کھنونا میں کھنونا۔ دولت ہائے مستقبلہ؟ ضروری العرض کی جگہ واجب العرض بنائیے۔ فروغ کی جگہ ن میں فرغ۔ اس خط کے ساتھ مکتوب الیہ کی طرف سے جو خط غائب لے کھا ہے وہ کس کے نام ہے؟ اس مکتوب الیہ کا حیدر آباد سے کو کچھ تعلق نہیں؟

(۱۶) اس خط سے ظاہر ہے کہ غالب حیدر آباد یا کسی اور ریاست سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ غالب۔۔۔ زینت، کلیات میں ہے (صفحہ ۵۴) "مید عالم و قید اہل عالم" سے ظاہر آؤ اب سید عالم علی خاں مراد ہیں۔ مسقط تطیل میں جس نثر کا ذکر ہے وہی ہوگی جو معتدلہ ولہ کی مدح میں لکھی گئی تھی اور پنج میں موجود ہے (صفحہ ۳) رفعت در جنت؟

(۱۷) اس سے ظاہر ہے کہ جوانی میں بھی شب کا کھانا نہ کھاتے تھے۔ یہ بات نئی ہے کہ اتوار کے دن اکل کھم سے پرہیز کرتے تھے۔ یہ بتائیں کہ یہ عارضی بات تھی یا ہمیشہ کا دستور تھا۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دو شنبے کے دن کلکتہ سے رخصت ہونے والے تھے۔

(۱۸) تاہم۔۔۔ مرا، کلیات میں ہے (صفحہ ۴۰) "مکتوب الیہ ظاہر کلکتہ سے ڈھاکہ (جہانگیر نگر) جارا تھا، در دسر کو بہ غالب در رخصت نہ ہوسکا۔ یہ خط ڈھاکہ بھیجا گیا ہے۔

(۱۹) بر جو تالاب:۔۔۔ یہ تالاب اب تک موجود ہے۔ کلکتہ مکتوب اور سینٹ پال کیتھڈرل کے درمیان میں واقع ہے (ص ۱۱) "اما ندگی ہائے" اور "استغناء کی جگہ بن میں اما ندگی ہائے" اور "استغناء۔

مست ہو چکا۔ میں فی الحال یہ کہنے سے قاصر ہوں کہ ایرانیوں نے غلط کیا یا اے زاید کو شک استعمال کیا
ہو یا نہیں۔ اس خط کے مستحق مؤید میں ہی؛ پیش ازیں بدہ سال تخمیناً رقعے چنڈ لوگ ریز
خاتمہ حرف آفریں جناب غالب بہ نظر فقیر آزاد نقل کیا رقعہ ازاں ایسکہ: اس کے بعد خط نقل
کیا ہے جس میں ”لیکن ازاں جا... غلط نہ خواند دیگر“ اور ”اگر بید بر بند... اسد اللہ“ کو اس کی
عبارت موجود ہے (ص ۱۶۷ و ۱۶۸)۔ احمد کے سامنے پورا خط تھا اور انہوں نے عبارتیں خود
حذف کر دیں، یا ناممکن خط تھا جو سارے کا سارا نقل کر دیا ہے اس کا فیصلہ مشکل ہے۔

(۲۵) خط ۱۷ میں دو سہنوں کے دن حکمت سے روانگی کا ذکر کیا تھا اس خط سے معلوم
ہوتا ہے کہ پنجشنبہ کو حکمت سے رخصت ہونے والے تھے۔

(۲۶) ”فرزند ان ارجمندان“ صفت کی جمع لانے پر غالب معترف ہوئے ہیں (تفصیل

محقق)۔

(۲۷) منت... گرد نہ میا و حافظ لا مطلع ہے۔ ”چندم“ اب تک کہیں میری نظر سے

نہیں گزرا۔ یہ خط متفرقات میں بھی ہے (ص ۱۷۷)۔ اختلافات: متفرقات میں صادق علی خاں
کے بعد ”صاحب“، ”مسیدہ است“ کی جگہ ”مسید“، ”قبلہ نیکیوں“ کی جگہ ”قبلہ صورت و

معنی“، احمد کے بعد ”صاحب“، ”طرازہ رستم کی جگہ“ طرازہ حرف و رستم“، ”قبلہ صورت و

معنی“، ”کی جگہ“ ”قبلہ نیکیوں“، ”حکیم احمد علی کی جگہ“ حضرت مسید احمد علی خاں، ”ہم دادہ

است“ کی جگہ ”ہم دادہ“۔ ”حکیم احمد علی خاں“ کی جگہ ”حکیم صادق علی خاں“ اور یہی صحیح معلوم

ہوتا ہے، ”عزم انقطاع علاقہ کی جگہ“ ”عزم انفکاک سرکشتہ جو“۔ متفرقات میں ”دور یا ہم“

کے بعد یہ عبارت زاید ہے: ”حال کہ دادم از روی عریضہ موسومہ جناب مولوی سراج الدین احمد

صاحب سمت انگشتان تواند یافت۔ بخدمت محذومہ معظمہ کورنش“ اور عزیز از جاں

کی جگہ ”عزیز از جاں“ اور ”افرونی دولت“ کی جگہ فقط۔

(۲۸) ”ن بیچ و تشویش“ بیچ و تاب تشویش ہو گا۔

(۲۹) یہ خط بھی اہم ہے۔ اس میں کین تین مطلعوں کا ذکر ہے، اس کا پتا نہ چل سکا۔

ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطلع مکتوب الیہ (تیاں) نے بھیجے تھے۔ مگر کہیں اور اس کا ذکر

نہیں۔ معترف کی جگہ معترفین الیہ جاسیے۔

(۳۰) شملہ بازار ذی غالب نے لکھا ہے کہ چیت بازار کے قریب ہی (بیچ ۵۹)

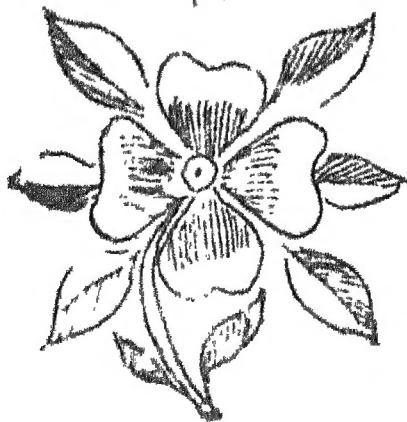
غالبؔ میں ہے کہ جیت پر روز کے اُس حق میں تھا جو بعد کو گیتھانا غالب کے نام سے مشہور ہوا
 ص ۵۸۔ ”اُدا۔۔۔ گدارا“ سنا ہوا مصرع ہے ”مگر اس وقت یاد نہیں آتا کہ کس کا ہے۔
 اردو شعر دیوان مروجہ میں ہے۔ اس خط سے بھی ادبی نثر اور روشنی پڑتی ہے۔

(۳۱) بے یاد آتا ہے کہ حکیم حبیب الرحمن مرحوم نے حاشیہ میں پر لکھا تھا کہ
 جو اشعار اس خط میں ہیں وہ ضائع کئے دیوان میں موجود ہیں۔ اس خط میں ”جدا“ ”بیہات“
 ”آیا“ اس کی نسبت احمد لکھتے ہیں۔

”من یکے از ثقات سماع دارم کہ جناب غالب دو کچھ اذنا ہائے خود اجستہ
 ”بیہات“ کا مشہور است، جلد ۱ ”بیہات“ کہ زبان زد خاص و عام است اس رانا روا
 چندا مشہور است“ (مزید ص ۳۴۲)۔

جناب ڈاکٹر محمد زبیر عبد الباقی سے اس کا ذکر آیا تو انہوں نے کہا کہ اصل ”بیہات“
 ہونا چاہئے۔ ”جدا“ اور ”بیہات“ دونوں غلط ہیں۔

(۳۲) یہ خط متفرقات میں بھی ہے (ص ۵۸)۔ اختلافات: متفرقات
 میں ”اندہ کی جگہ“ ”اندہ“ ”مربود“ ”کی جگہ“ ”مربود“ ”بویہ کی جگہ“ ”بویہ“ ”سن کی جگہ“
 یعنی۔ لفظ ”متفرقات“ میں نہیں ”یاد اندہ“ کے بعد بہت سی عبارتیں ہیں جن میں نہیں۔



AUTHOR *محمد صالح*
TITLE *الدين*

Date	No.	Date	No.
June	1915	June	1915



Maulana Azad Library
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Rs. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over - due.

